

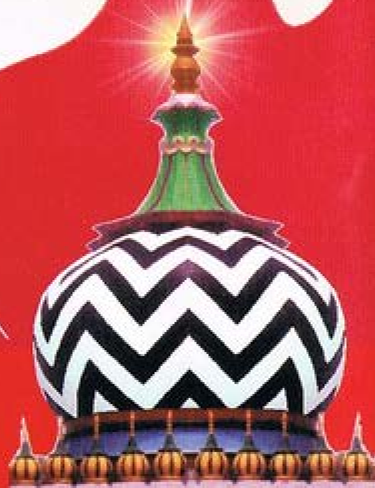
حضرت مفتی اعظم

اور

مقتدر علماء و مشائخ

مصنف

مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی نوری



اہتمام

ادارۂ تحقیقات رضویہ جمالیہ

خانقاہ نوریہ، لال مسجد، رام پور (یوپی)

حضرت مفتی اعظم

اور

مقتدر علماء و مشائخ

﴿تصنیف﴾

علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی نوری

شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ، قاضی شرع و مفتی ضلع رامپور

(اہتمام)

ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ

خانقاہِ نوریہ، لال مسجد، رامپور۔

نام کتاب : حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء و مشائخ

تصنیف : حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی

شیخ الحدیث مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ، قاضی شرع و مفتی ضلع رامپور

نظر ثانی : مفتی محمد یونس رضا برکاتی مصباحی، مدرس دار العلوم گلشن بغداد رامپور۔

تصحیح : الحاج حبیب احمد نقشبندی جمالی، سید محمد ذبیح اللہ شاہدی بنگلوری

کمپوزنگ : محمد اطہر رضا (رضا کمپیوٹرس) محمد فیض احمد جمالی (مدرس جامعہ)

طباعت : ۲۳ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ/ ۲۹ رجنوری ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

بموقع عرس اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

صفحات : ۵۶

مطبع : مکتبہ نعیمیہ، ٹمیا محل، نئی دہلی۔

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

ناشر : برکت علی خاں صاحب قادری نقشبندی مینجر پرتھما بینک۔

اہتمام : مولانا سید واجد علی حسنی عرف فیضان رضا نوری، شہزادۂ اکبر قاضی شرع

و مولانا سید محمد ذبیح اللہ رضوی شاہدی ولد اعز و پرسنل سکریٹری قاضی شرع

ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ، لال مسجد، رامپور

ملنے کے پتے

(۱) مرکزی درسگاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ، پرانا گنج، رامپور۔ فون: 0595-2325608 موبائل: 9837171808

(۲) مجلس جمال مصطفیٰ، خانقاہ نوریہ جمالیہ، لال مسجد، رامپور۔ فون: 0595-2326439 موبائل: 9528878806

(۳) جمالی کتب خانہ، تحصیل صدر، حامد گیٹ، رامپور۔ موبائل: 8899458271

(۴) برکاتی بک ڈپو، اسلامیہ مارکیٹ، نو محلہ مسجد، بریلی شریف۔ موبائل: 9412605880

(۵) تنظیم بزم انوار رضا ٹرسٹ، جوگیشوری ایسٹ، ممبئی۔ موبائل: 09221462276

۸۶/۹۲ھ

انتساب

وارث علم و عرفان صدر الشریعہ، نمونۂ حافظ ملت ، یادگار سلف ، رہبر شریعت ، ہادی راہ طریقت ، خطیب اعظم عرب وعجم ، یورپ وافریقہ، مسند تدریس کے شہسوار، محدث کبیر، نائب قاضی القضات فی الہند، شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ **ضیاء المصطفےٰ قادری** سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بانی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی دامت برکاتهم القدسیہ و متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کی خدمت اقدس میں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر نوری

مفتی اعظم علم کے دریائے ذخار

قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ فخر ازہر حضرت علامہ الحاج مفتی **محمد اختر رضا خاں** قادری رضوی دامت برکاتہم القدسیہ متع اللہ المسلمین بطول بقاۂ بانی و سرپرست جامعۃ الرضا و مرکزی دار الافتاء بریلی فرماتے ہیں:

مفتی اعظم علم کے دریائے ذخار تھے۔ جزئیات حافظے سے بتادیتے تھے۔ فتاویٰ قلم برداشتہ لکھ دیا کرتے تھے۔ ان کا عمل ان کے علم کا آئینہ دار تھا۔ ان کے عمل کو دیکھنے کے بعد اگر کتاب دیکھی جاتی تو اس میں وہی ملتا جو حضرت کا عمل ہوتا تھا۔ ہر معاملہ میں حضرت ہی کی رائے اوّل ہوتی تھی اور جن علمی اشکال میں لوگ الجھ کر رہ جاتے تھے وہ حضرت چٹکیوں میں حل فرمادیا کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

یہ مقالہ حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء و مشائخ جشن صد سالہ مفتی اعظم بمبئی کے موقع پر سیمینار میں پڑھنے کے لئے لکھا گیا تھا۔ فقیر نوری نہ تو قد آور شخصیت اور نہ مصباحی کی نسبت اور اسٹیج کا انتظام و نظامت ایسے حضرات کے حوالے تھی کہ جن تک رسائی اور بات کا منوانا اس وقت آسان نہ تھا، اس لئے مقالہ سیمینار میں پیش نہ ہوسکا۔

فقیر نوری نے کچھ عرصہ بعد محب محترم ذی المجد والکرم، ذی الطبع السلیم والفکر القویم حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی مدظلہ العالی صدر المدرسین دار العلوم قادریہ چریا کوٹ کے حوالے نظر ثانی کے لئے کیا۔ موصوف نے طویل مدت کے بعد نظر ثانی اور جزوی تصحیح کے ساتھ پیش کیا ساتھ میں اپنے مطبوعہ قیمتی رسائل اور کتب کا تحفہ بھی پیش فرمایا۔ فقیر اس پر موصوف کا تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

نعمانی صاحب نے نظر ثانی کرتے وقت ایک جگہ تحریر فرمایا کہ یہاں کچھ ابہام ہے اسے دور کر دیا جائے۔ دوسری جگہ حافظ ملت قدس سرہٗ کے تذکرہ اور حوالے میں تحریر فرمایا۔ کہ اس کی اصل دیکھ لی جائے۔ فقیر نوری نے حسب مشورہ دونوں کام انجام دیئے۔

پھر خود اس پر نظر ثانی کرنے کے بعد مزید کچھ تاثرات اور حوالہ جات کا اضافہ کیا۔

اس طرح یہ مقالہ ''حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء و مشائخ'' کتابی شکل اختیار کر گیا۔

کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی تخریج، نظر ثانی میں جن حضرات نے میرا ہاتھ بٹا کر کام کو آسان کیا ان میں سے خاص کر مولانا مفتی محمد یونس رضا مصباحی برکاتی، زید مجدہم السامی، مولانا حبیب النبی رضوی جمالی، ماسٹر محمد فیض احمد جمالی، مولانا محمد ارشد علی صاحب رضوی مدرسین جامعہ زید اخلاصہم، مولانا محمد نازل رضا

رضوی اور مولوی سید واجد علی حسنی عرف فیضان رضا نوری اور مولوی سید محمد ذبیح اللہ رضوی شاہدی بنگلوری متعلمان درجہ سابعہ و مولانا محمد اسلام حسن رضوی متعلم درجہ حدیث شریف جامعہ ہذا اور محمد اطہر رضا رضوی سلمھم المنان وحفظھم الرحمن۔

طباعت کی ذمہ داری میرے مخلص عالی جناب برکت علی خاں صاحب نقشبندی رضوی زید اخلاصہٗ نے خندہ پیشانی سے قبول فرمائی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء، فی الدین و الدنیا والآخرہ۔ کتاب طبع ہوکر منظر عام پر آئی۔ اب ہدیہ قارئین ہے۔

گذارش: فقیر نوری اہل علم کی بارگاہ میں ملتمس ہے کہ اگر کتاب میں کمی نظر آئے یا حوالہ جات میں کوئی سقم ہو تو اس پر تبصرہ اور تنقید کے بجائے فقیر نوری کو براہ راست مطلع کریں شکر گزار رہوں گا۔ اور قیمتی مشوروں کو قبول کرے گا۔

فقیر نوری سید شاہد علی حسنی رضوی جمالی غفرلہٗ ولوالدیہ واحبابہ۔

۲ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ/ ۷ رجنوری ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارکہ۔

برائے ایصال ثواب و دعائے مغفرت

عالی جناب برکت علی خان صاحب قادری، نقشبندی، رکن جامعہ

منیجر: پرتھما بینک، جوہر کالونی، رامپور کے

والد ماجد: منشی قدرت اللہ خاں صاحب قادری نقشبندی علیہ الرحمہ

(تاریخ وصال ۹ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ/ ۲۸ رفروری ۱۹۷۷ء)

والدہ ماجدہ: منیزہ بیگم مرحومہ (م ۱۲ ررمضان المبارک)

زوجہ محترمہ: نجمہ صابری مرحومہ

(م ۷ جمادی الاولیٰ/ ۱۸ فروری ۲۰۰۲) کی

اللہ تعالیٰ بوسیلۂ سید المرسلین و بطفیل غوث و خواجہ و جمال و رضا مغفرت کاملہ فرمائے۔ عذاب قبر، عذاب حشر سے مامون و محفوظ فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور اپنے حبیب کی شفاعت کے ساتھ مشرف فرمائے۔ (آمین)

حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء و مشائخ

معاصرت اکثر و بیشتر وجہ منافرت و مخاصمت بن جاتی ہے۔ رہبرانِ قوم وملت کی خدماتِ دینی، باکمال حضرات کے کمالاتِ علمی و روحانی معاصرت کی بھینٹ چڑھ کر منصۂ شہود پر نہیں آتے۔ اس مسلمہ امر کے باوجود، تاجدار اہل سنت، مرجع العلماء والمشائخ، امام الفقہاء، قطب عالم، مفتی اعظم، مجدد زماں، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، شیخ اکبر محی الملۃ والدین حضرت علامہ الحاج الشاہ ابوالبرکات محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، برکاتی، نوری، رضوی، بریلوی قدس سرہٗ کی شخصیت اتنی جامع الصفات، باکمال اور باوقار تھی کہ عوام الناس سے بڑھ کر جلیل القدر علماء کرام، مفسرین، محدثین، فقہاء ومفتیان عظام، مناظرین و متکلمین، خطباء ومقررین، ادباء و مصنفین، مدرسین و محققین اور صوفیاء و مشائخ ذوی الاحترام بھی آپ سے تعلق و نسبت رکھنے میں فخر محسوس فرماتے۔ بڑے بڑے مسند نشیں آپ کے در کی جبیں سائی کو سعادت سمجھتے اور آپ کے وجود مسعود کو اسلام، عالم اسلام اور معالم علم کے باعث غنیمت شمار فرماتے۔ جلیل القدر علماء ومشائخ کی یہ شہادت تاریخ کے طالب علم پر واضح کرتی ہے کہ عالم اسلام میں کوئی ایسا صاحب علم و فضل نظر نہیں آتا جس نے آپ کے کمالات کا اعتراف نہ کیا ہو، فقہی بصیرت اور تاج فضیلت کی گواہی نہ دی ہو۔ تبحر علمی، تعمق نظر، استحضار علمی اور جزئیات پر عبور کی داد تحسین نہ دی ہو۔

اختصار کے پیش نظر اس موقع پر چند جلیل القدر علماء، مشائخ کے کلمات

کے صرف وہ حصے پیش خدمت ہیں جن میں آپ کی خدمتِ دینی، رسوخ فی العلم، تفقہ فی الدین اور شانِ افتاء کا بیان ہے۔ دیگر صفات و کمالات کا بیان کسی اور موقع پر ہوگا۔ آپ کے اساتذہ کرام اور ہم عصر علماء و مشائخ کے یہ کلمات پڑھ کر واضح ہوتا ہے۔ کہ حضرت تاجدار اہل سنت قدس سرہٗ باصطلاح فقہاء کرام اپنے دور کے متحدہ ہندوستان کے فقیہ اعظم، مفتی اعظم اور قاضی القضاۃ ہیں۔

۱۔ (الف) نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ نے امام احمد رضا قدس سرہٗ سے ارشاد فرمایا:

> مولانا صاحب! آپ اس بچہ کے ولی ہیں۔ اگر اجازت دیں تو میں نومولود کو داخلِ سلسلہ کرلوں۔"(۱)

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے عرض کیا:

> حضور وہ غلام زادہ ہے، اسے داخلِ سلسلہ فرمالیا جائے۔

نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ نے مصلے ہی پر بیٹھے بیٹھے امام احمد رضا کے نورِ نظر، لختِ جگر "آل الرحمٰن" اور مستقبل کے مجدد مفتیِ اعظم کو غائبانہ داخلِ سلسلہ فرمالیا۔ حضرت نور العارفین نے امام احمد رضا کو اپنا عمامہ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> میری یہ امانت آپ کے سپرد ہے۔ جب وہ بچہ اس امانت کا متحمل ہوجائے تو اسے دے دیں۔ مجھے خواب ہی میں اس کا نام "آل الرحمٰن" بتایا گیا ہے لہذا نومولود کا نام "آل الرحمٰن" رکھیے۔ مجھے اس بچے کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ وہ بڑا ہی فیروز بخت اور

---

(۱) قبل ولادت اور بعد ولادت عہدِ طفلی و شیر خوارگی میں کسی کو داخلِ سلسلہ کرنے اور خلیفہ و مجاز بنانے کا مسئلہ میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ (۹۱۵ھ/۱۰۱۷ھ) سبع سنابل شریف وغیرہ میں منقح فرما چکے ہیں ۱۲ رضوی

مبارک بچہ ہے۔ میں پہلی فرصت میں بریلی حاضر ہو کر آپ کے
بیٹے کی روحانی امانتیں اس کے سپرد کر دوں گا۔(۱)

(ب) دوسرے روز جب ولادت کی خبر مارہرہ پہنچی تو نور العارفین حضرت سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ نے:
نومولود کا نام ''ابوالبرکات محی الدین جیلانی'' منتخب فرمایا۔(۲)

(ج) امام احمد رضا قدس سرہٗ اسی روز مارہرہ مطہرہ سے بریلی پہنچے۔ بیٹے کو سینے سے لگایا اور پیشانی چوم کر کہا:

''خوش آمدید ولیِ کامل'' (۳)

۲۔(الف) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) آپ کے والد ماجد بھی ہیں، مربی اور استاذ و شیخ مجاز بھی۔ امام احمد رضا نے اپنے تلامذہ کا ذکر نظم کی صورت میں بعنوان ''ذکر احباب ودعاء احباب'' کیا ہے۔ ایک شعر میں اپنے آئینہ جمال وکمال حضرت مفتی اعظم اور حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہما الرحمۃ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

آل الرحمٰن، برہان الحق ☆ شرق پہ برق گراتے یہ ہیں (۴)

(ب) امام احمد رضا قدس سرہٗ کے آئینہ جمال وکمال حضرت مفتی اعظم نے جب پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا اور وہ اصلاح کی غرض سے امام احمد رضا کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ تو امام

---

(۱) روایت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مدیر عام الادارۃ الحنفیہ کشن گنج، بہار، ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ/۱۴ر دسمبر ۱۹۸۹ء بروز پنج شنبہ بوقت ۱۱ بجے دن بمقام خانقاہ نوریہ جمالیہ لال مسجد، رامپور۔

(۲) جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۱، ص ۶۶، مطبوعہ لاہور۔

(۳) ماہنامہ ''استقامت'' کانپور (مفتی اعظم ہند نمبر) ص ۱۹۷ مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

(۴) احمد رضا خاں قادری، فاضل بریلوی، امام محقق، الاستمداد ص ۹۸، مطبوعہ بریلی ۱۴۰۸ھ۔

احمد رضا نے خط پہچان لیا۔ دریافت فرمایا کس نے دیا ہے؟ لے جانے والے نے بتایا چھوٹے میاں نے (گھر میں لوگ پیار میں حضرت حجۃ الاسلام کو بڑے میاں اور حضرت مفتی اعظم کو چھوٹے میاں کہتے تھے۔) امام احمد رضا نے طلب فرمایا۔ مفتی اعظم خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ اعلیٰ حضرت باغ باغ ہیں۔ پیشانی اقدس پر بشاشت سے کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ فرمایا: اس پر دستخط کرو، دستخط کرانے کے بعد امام احمد رضا قدس سرہٗ نے صح الجواب بعون الملك العزيز الوهاب لکھ کر اپنے دستخط فرمائے اور فتویٰ نویسی کے اس حسنِ آغاز پر امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے شہزادۂ اصغر مفتی اعظم کو پانچ روپے بطور انعام عطا فرما کر ارشاد فرمایا:

تمہاری مہر بنوا دیتا ہوں۔ اب فتویٰ لکھا کرو۔ اپنا ایک رجسٹر بنالو۔ اس میں نقل بھی کیا کرو۔ (۱)

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے دست مبارک سے مہر کا خاکہ تیار فرما کر مندرجہ ذیل عبارت لکھی:

ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا خاں قادری۔ (۲)

(۱) مفتی شریف الحق امجدی، فقیہ الہند شارح بخاری مضمون مشمولہ پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ، ج ۱، ش ۵، ص ۸، مجریہ یکم فروری ۱۹۸۲ء۔

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (الف) حسنین رضا خاں بریلوی، مولانا، سیرت اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۹، مطبوعہ بریلی۔

(ب) محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علماء اہل سنت، ص ۲۲۳-۲۲۴، مطبوعہ بہار۔

(ج) مفتی شریف الحق امجدی، فقیہ الہند شارح بخاری مضمون مشمولہ پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ، ج ۱، ش ۵، ص ۸، مجریہ یکم فروری ۱۹۸۲ء۔

(د) ماہنامہ استقامت کانپور، مفتی اعظم ہند نمبر، ص ۱۵۲، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

(س) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ص ۱۰، مجریہ جولائی ۱۹۶۵ء، مطبوعہ بریلی۔

(ج) امام احمد رضا قدس سرہ کو اپنے فرزند اصغر مفتی اعظم کی فقاہت وثقاہت پر اس نوعیت کا اعتماد تھا کہ اپنے بعض فتاوئ پر ان کے تائیدی دستخط کرواتے تھے۔ (۱)

(د) امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنی حیات طیبہ میں سیکڑوں مسائل اپنے خلف اصغر مفتی اعظم سے لکھوائے اور ان کی تصدیق وتصویب فرما کر اپنے دستخط کئے۔ (۲)

(ر) امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ایک بار اپنی اور دوسرے علماء اہل سنت کی موجودگی میں آپ سے جواب فتوئ لکھوایا۔ اور خود اپنی تصدیق سے مزین فرما کر آپ کو مفتی اعظم کا خطاب بخشا۔ (۳)

(س) رجب ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے متحدہ ہندوستان کے لئے دار القضاۃ شرعی قائم فرمایا اور بعض علماء کرام کی موجودگی میں حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی اور حضرت صدر الشریعہ مولانا

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

(الف) احمد رضا خاں قادری، امام، محقق، الحجۃ الموتمنہ فی الآیۃ الممتحنہ، ص ۴-۵، مطبوعہ بریلی بار اول۔

(ب) فضل حسن صابری، مولانا، منشی ہفت روزہ دبدبۂ سکندری، رامپور، ج ۵۹، ش ۱۶، ص ۴، مجریہ ۳۱/ مارچ ۱۹۱۳ء۔

(ج) فضل حسن صابری، مولانا، منشی ہفت روزہ دبدبۂ سکندری، رامپور، ج ۵، ش ۴۴، ص ۳، مجریہ ۲۸/ ستمبر ۱۹۱۳ء۔

(د) فضل حسن صابری، مولانا، منشی ہفت روزہ دبدبۂ سکندری، رامپور، ج ۵۶، ش ۲۱، ص ۱۰، مجریہ ۱۶/ فروری ۱۹۲۰ء۔

(ر) روزنامہ پیسہ اخبار، لاہور، ص ۴، مجریہ ۳/ دسمبر ۱۹۲۰ء۔

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

(الف) مصطفےٰ رضا خاں نوری، مولانا، مفتی اعظم، الرمح الدیانی علیٰ راس الوسواس الشیطانی، ص ۲۵، مطبوعہ امرتسر۔

(ب) احمد رضا خاں قادری، امام، محقق، فتاوئ رضویہ، کتاب النکاح دوسرا حصہ، باب المحرمات، ص ۱۱۲، مطبوعہ بریلی۔

(ج) پندرہ روزہ رفاقت، پٹنہ، ص ۸، مجریہ یکم فروری ۱۹۸۲ء۔

(۳) اعجاز حسین بریلوی، سید، مولانا، ماہنامہ اعلیٰ حضرت، ص ۱۰، مجریہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ/ جولائی ۱۹۶۵ء۔

امجد علی رضوی اعظمی علیهما الرحمة و الرضوان کو منصب افتاء وقضاء پر مامور فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اختیار مجھے عطا فرمایا ہے اس کی بنا پر ان دونوں (مفتی اعظم، صدر الشریعہ) کو اس کام پر مامور کرتا ہوں۔ نہ صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہوں کہ ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضی اسلام کی ہوتی ہے۔

پھر اپنے سامنے تخت پر بیٹھا کر اس کام کے لئے قلم اور دوات وغیرہ سپرد فرمایا اور مقدمات کے فیصلے کروائے۔ (صدر الشریعہ کی خودنوشت سوانح عمری) (۱)

(ص) فلسفہ وسائنس اور نجوم و ہیئت میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی مہارت دیکھنے کے لئے اپنے عہد کے عظیم فلسفی وسائنسداں، ریاضی اور ہیئت و نجوم کے ماہر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کا یہ اعتراف ہی کافی ہے کہ:

ولد الاعز ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن معروف بہ مولوی

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

(الف) عبدالمنان اعظمی، مفتی، بحر العلوم، مقدمہ فتاویٰ امجدیہ ج۱ص ض، مطبوعہ دائرۃ المعارف امجدیہ، مئو۔

(ب) ضیاء المصطفےٰ، علامہ، محدث کبیر، شہزادۂ صدر الشریعہ، مقدمہ فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص ر، مطبوعہ دائرۃ المعارف امجدیہ، مئو۔

(ج) محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج۱، ص ۱۳۱، مطبوعہ لاہور۔

(د) ماہنامہ استقامت کانپور مفتی اعظم نمبر، ص ۲۴، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

(ہ) عبدالحق رضوی، مولانا، معارف شارح بخاری، ص ، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

مصطفیٰ رضا خاں قادری سلمہٗ الملک المنان وابقاہ، والی معالی کمالاتِ الدین والد نیازقاہ کی رائے ہوئی کہ ان مقامات کو رد فلسفہ قدیمہ میں مستقل کتاب کیا جائے۔ اگرچہ دم الاخوین یکجانہ ہو۔ ایک کتاب رد فلسفۂ جدیدہ میں رہے اور دوسری رد فلسفہ قدیمہ میں اور مقاصد فوزمبین میں۔ اجنبی سے مفصل طویل نہ ہو۔ یہ رائے فقیر کو پسند آئی۔(۱)

۳-عید الاسلام حضرت علامہ مفتی عبد السلام صدیقی رضوی جبل پوری علیہ الرحمۃ (م۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے نامور تلامذہ وخلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ حجۃ الاسلام کے ہم درس وہم سبق ساتھی ہیں اور آپ کے ہم عصر ہیں۔ حضرت مفتی اعظم کی تصنیف لطیف "طرق الھدیٰ و الارشاد الیٰ احکام الامارۃ والجھاد" کی تصدیق میں ان کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

بسمہٖ سبحانہ عزوجل ☆ حامداً و مصلیاً و مسلماً

لنا ماعلیہ رضا المصطفیٰ ☆ طرق الرشاد منال المُنیٰ

لقد فاز من افتقیٰ اثرہ ☆ نجیٰ و اھتدیٰ من بہٖ اقتدیٰ

ارشاد الٰہی جل وعلیٰ آیت "واعدوا لھم مااستطعتم" کے متعلق لاہور سے وارد شدہ ایک استفسار کے جواب میں اکمل الفضلا، افضل الکملا، اجل العلماء، الاذکیاء النبلاء، جان قبلہ جانم، شاہزادۂ والاشان، عزیز سعید مکرم، فاضل محترم حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب لازال بجلائل المفاخر و المعالی والمواھب کا لکھا ہوا قابلانہ، فاضلانہ، محققانہ، شاندار، مبرہن فتویٰ مسمی بطرق الھدیٰ والارشاد جس میں (ماشاءاللہ تعالیٰ) انحلال

(۱) احمد رضا خاں قادری، امام، محقق، فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۲۷، ص ۳۸۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی۔

عقدۂ سوال و وضوح حق وظہور حکم شرعی کے ساتھ علی رغم زعم الزاعم استفتاء وخط (مزیل استفتاء کے مموہانہ تحکم مزخرفانہ ادعا کے ہر ہر ادا کی پوری پوری نازبرداری بھی ہوتی گئی ہے۔) ہمارے پاس آیا اور اس تحریر فیض تنویر کے مطالعہ سے ہم مشرف ہوئے۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ مجیب فاضل لبیب کا تحریر فرمودہ یہ جواب بتائید ہٖ تعالیٰ نہایت صحیح اور عین صواب، مطابق مراد ومنشاء سنت وکتاب ہے وللّٰه درّہ وعلی اللّٰه اجرہ وصلی اللّٰه تعالیٰ علی سید المرسلین محمد وعلی اٰلہٖ و صحبه و بارك وسلم۔

فقیر محمد عبدالسلام ضیاء صدیقی رضوی جبل پوری کان اللہ تعالیٰ لہٗ۔(۱)

۴-صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) بانی جامعہ نعیمیہ دیوان بازار، مرادآباد مفکر ومدبر، مفسر ومحدث ،خطیب ومناظر، فقیہ ومفتی، مدرس ومحقق، مصنف ومؤلف اور ماہر علوم وفنون ہیں۔ اس کے ساتھ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نامور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے ہم عصر ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی لائل پوری قدس سرہٗ کو سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کے دعوت نامہ میں حضرت مفتی اعظم کے متعلق رقم طراز ہیں:

حضرت ''مفتی اعظم'' دام مجدہ سے اور سنی کانفرنس کے اراکین کی خدمت میں بھی التجائے شرکت کے لئے عرض کردیں۔ (۲)

حضرت مفتی اعظم کی تصنیف لطیف کی تصدیق میں ان کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

جزی اللّٰه القریب المجیب الفاضل المجیب اللبیب

(۱) محمد مصطفےٰ رضا قادری، مولانا، مفتی اعظم، طرق الہدیٰ والارشاد، ص ۶۲-۶۳، مطبوعہ حسنی پریس بریلی۔

(۲) محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۵۰۷، مطبوعہ لاہور۔

خیر الجزاء ویثیب فانه اجاد فیما افاد واصاب فیما اراد و اللّٰه سبحانه اعلم و علمه عزاسمه اتقن احکم کتبه العبد المعتصم بحبل اللّٰه المتین محمد نعیم الدین المعین۔(۱)

۵-قطب مدینہ علامہ مفتی محمد ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ (م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء)

امام احمد رضا کے جلیل القدر خلیفہ ہیں شیخ کے حکم پر ستر (۷۰) سال سے زائد مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ آپ کے ہمعصر ہیں۔

مدینہ منورہ میں بلبل چمنستان رضا، برادر طریقت جناب الحاج قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی زید اخلاصہٗ سے حضرت مفتی اعظم کے سلسلہ میں جو اپنے تاثرات بیان فرمائے، ملاحظہ ہوں:

''ضیاء الدین احمد بڑے ناز کے ساتھ گنبد خضریٰ کے سامنے مدینہ پاک میں یہ کہہ رہا ہے:

فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ''مفتی اعظم'' ہند قبلہ بچپن ہی سے پیکر علم وفضل، زہد وتقویٰ، بزرگی و پرہیزگاری اور فقر و عرفان کا بھلا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار خود ان پر فخر فرماتے تھے۔ فقیر تو ان کو ثانی اعلیٰ حضرت کہتا ہے۔(۲)

۶-صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) سابق صدر مدرس مدرسہ اہل سنت ''منظر اسلام'' رضا نگر سوداگران بریلی، یگانۂ عصر، نابغۂ روزگار، چودھویں صدی ہجری کے مایہ ناز عالم دین، مفسر ومحدث، فقیہ ومفتی، خطیب ومناظر، محقق و مدرس، مصنف ومؤلف اور ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ ہیں۔ امام احمد رضا محقق بریلوی کے تلمیذ ارشد اور خلیفہ اسعد ہیں۔ تقریباً دس

(۱) محمد مصطفےٰ رضا قادری، مولانا، مفتی اعظم، طرق الہدیٰ والارشاد، ص ۶۲، مطبوعہ حسنی پریس بریلی۔

(۲) محمد امانت رسول قادری، قاری، چودہویں صدی کے مجدد، ص ۱۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

گیارہ سال چشمۂ فیضِ رضا سے فیضیاب ہیں۔ آپ کے ہمعصر و معتقد ہیں۔

صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی حضرت مفتی اعظم کی مردم شناسی اور علماء کی قدر دانی کے تعلق سے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد گرداسپوری کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

(الف): بریلی شریف ہم تمام اہل سنت کے لئے مرکز ہے۔ اور وہ (اس وقت) تقریباً تمام کام کرنے والوں سے خالی ہے۔ وہاں کسی بلکہ کئی اچھے کام کرنے والوں کی سخت ضرورت ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ چھوٹے مولانا صاحب (حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ) ہرگز تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بال بچوں کے پاس رہنا یا قریب میں رہنا ہر شخص پسند کرتا ہے مگر دیندار کے لئے خدمت دین و ضروریات دین کا خیال سب پر مقدم ہوتا ہے۔ میں مجبور نہیں کرتا مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ تم خود غور کرو اور جو صورت زیادہ تر دین کے لئے مفید ہو اسے اختیار کرو۔

"مفتی اعظم" کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا اور جملہ مدرسین و طلبہ کو سلام و دعا۔ (۱)

(ب) حضرت صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان کے نام ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

فقیر تمہارے دیکھنے کا زیادہ مشتاق ہے۔ دیکھنا چاہئے کب تم سے ملاقات ہوتی ہے۔ "مفتی اعظم" کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا اور جملہ مدرسین و طلبہ کو سلام و دعا۔ (۲)

☆ ☆ ☆

---

(۱) و (۲) ان خطوط کے عکس فقیر نوری کے پاس ہیں۔

(ج) حضرت صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان کے نام ایک اور مکتوب میں رقمطراز ہیں:

میرا خیال ہے کہ تم اس خیال میں نہ پڑو، اس مدرسہ والے کیا کرتے ہیں۔ حق وہ چیز ہے کہ آفتاب سے زیادہ واضح ہوکر چمکتا ہے۔ گردو غبار جب دور ہوجاتے ہیں دنیا دیکھ لے گی کہ حق پر کون تھا۔ غلط پروپیگنڈہ چند روز کا مہمان ہے۔ یہ بڑی فکر رہتی ہے کہ تمہاری آمدنی بالکل نہیں ہے۔ اس کی اب تک کوئی سبیل نہیں ہوئی اور نہ تو چھوٹے مولانا (حضرت مفتی اعظم) صاحب نے اب تک کوئی صورت نکالی، میرا خیال یہ ہے کہ وہ خود فکر میں اب تک کامیاب نہ ہوسکے مگر امید ہے کہ اب جلد کامیاب ہوں گے۔ کیوں کہ اب تک ان کا مقصد یہ تھا ہی نہیں کہ مدرسہ چلائیں اور اب غالباً مدرسہ کا قصد کرلیا ہے۔ اگر مسلسل مدرسہ کے لئے کوشش ہوگی تو کچھ آمدنی کے ذرائع پیدا ہوجائیں گے۔

محمد امجد علی رضوی اعظمی۔(۱)

۷- برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمۃ (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) جید عالم دین مفسر و محدث، مفکر و مدبر، مدرس و محقق، فقیہ و مفتی، خطیب و مناظر، مصلح و واعظ اور مصنف و مؤلف ہیں۔ امام احمد رضا کے خلیفۂ سعید اور تلمیذ رشید ہیں۔ آپ کے ہمعصر و معتمد ہیں۔

(الف) حضرت مفتی اعظم کی تصنیف لطیف طرق الہدیٰ والارشاد کی تصدیق میں رقم طراز ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

---

(۱) اس خط کا عکس فقیر نوری کے پاس ہے

نحمدهٗ و نصلی علیٰ حبیبه النبی الکریم

انما قال المجیب الفاضل بن الفاضل

قد اتی بالحق فیه و الصواب الکامل

انی قد تشرفت بمطالعة هذه الرسالة الجلیلة المبارکة التی الفها سید نا الفاضل العلامة الکامل الفهامة اللبیب الوزعی الفطین مولانا المفتی الشاه مصطفیٰ رضا خاں ادام الله تعالیٰ ظلاله و اسبغ علیه و علینا معه نعمه و افضاله فوجدتها متممة بالحجة و متبینة بالکتاب و السنة و اسأل الله تعالیٰ ان یجعلها کاسمها طرق الهدیٰ والارشاد للامةوالله تعالیٰ اعلم و علمه عزمجده اتم و احکم کتبه الفقیر عبد الباقی محمد برهان الحق القادری الرضوی الجبلفوری غفرلهٗ۔ (۱)

(ب) حضرت مفتی اعظم کے سلسلہ میں ان کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

مخدوم محترم، فرزند مجدد اعظم حضرت ''مفتی اعظم'' ہند ذوالمجد و الکرم کی زبان کا ایک ایک جملہ اور ان کی تحریر پر تنویر کا ایک ایک لفظ اپنی جگہ ایک قانون ہے۔ حضور مفتی اعظم قبلہ مد ظلہٗ اپنے اقوال و افعال میں اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت قبلہ کے قدم بقدم ہیں۔ اور صورت و سیرت میں بھی ہم شبیہ اعلیٰ حضرت ہیں۔ (۲)

(۱) محمد مصطفیٰ رضا قادری، مولانا، مفتی اعظم، طرق الہدیٰ والارشاد، ص ۶۳-۶۴، مطبوعہ حسنی پریس بریلی۔

(۲) محمد امانت رسول رضوی، قاری، چودھویں صدی کے مجدد، ص ۱۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

(ج) حضرت مفتی اعظم کے وصال پر ملال کے موقع پر حضرت برہان ملت نے ایک رباعی کہی جس میں اپنے کو مفتی اعظم کا خادم فرمایا:

"مفتی اعظم" کا ظلِ عاطفت ☆ آہ ہم خدام پر سے اُٹھ گیا
اعلیٰ حضرت کی شبیہ پاک ☆ دل کے آئینہ میں نقشہ اُٹھ گیا(۱)

۸-چشم وچراغ خاندان اشرفیہ، محدثِ اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ (م۱۳۸۳ھ) جید عالم دین، مفسر ومحدث، مفکر ومدبر، فقیہ ومفتی، خطیب ومناظر، مصلح وواعظ، ادیب وشاعر اور مصنف ومؤلف ہیں۔ امام احمد رضا کے تلمیذ رشید ہیں۔ آپ کے ہمعصر ہیں۔ ان کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

آج کی دنیا میں جن کا فتویٰ سے بڑھ کر تقویٰ ہے۔ ایک شخصیت مجدد ماتہ حاضرہ کے فرزند دلبند کا پیارا نام مصطفیٰ رضا بے ساختہ زبان پر آتا ہے اور زبان بے شمار برکتیں لیتی ہے۔

نورِ چشمِ اعلیٰ حضرت راحتِ دل خستگاں
مفتی اعظم بنامِ مصطفیٰ شاہِ زمن (۲)

جماعت رضائے مصطفیٰ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کانفرنس کے خطبۂ صدارت کے موقع پر حضرت محدث اعظم ہند قدس سرہٗ نے فرمایا تھا:

علم سے بڑھ کر جن کا عمل اور فتویٰ سے بڑھ کر جن کا تقویٰ ہے بے ساختہ زبان سے ... مصطفیٰ رضا نکل جاتا ہے۔ اور زبان ہزاروں برکتیں لیتی رہتی ہے۔

حضرت مفتی اعظم کے ایک فتویٰ پر تصدیق کرتے ہوئے حضرت محدث

---

(۱) محمد امانت رسول رضوی، قاری، پندرہویں صدی کا مجدد، ص۳۰، مطبوعہ کانپور۔

(۲) ماہنامہ استقامت کا مفتی اعظم نمبر، ص....مجریہ مئی ۱۹۸۳ء، مطبوعہ کانپور۔

اعظم ہند لکھتے ہیں:

> ھــذا قــول الــعــالـم الـمـطـاع و مـاعـلـيـنـا الا الاتبـاع۔ یعنی یہ ایک ایسے عالم کا قول ہے جن کی اطاعت ہونی چاہئے اور ہمارے اوپر ان کی اطاعت لازم ہے۔(۱)

۹-چشم و چراغ خاندان برکات، شیخ الاسلام والمسلمین سید العلماء حضرت علامہ مفتی سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی، نوری علیہ الرحمہ مفتی ومناظر، خطیب وواعظ، ادیب وشاعر، مصنف ومؤلف، عارف وکامل اور سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف بآں جلالت شان موصوف نے فرمایا:

> شہزادہ اعلیٰ حضرت، فقیہ زماں، مظہر مشائخ مارہرہ حضور پرنور "مفتی اعظم" ہند قبلہ کے فضائل فقیر برکاتی کیا بیان کرسکتا ہے۔بس دور حاضر میں حضور "مفتی اعظم" ہند قبلہ دنیائے اسلام کی بزرگ ترین ہستی ہیں۔ میری دعا ہے رب کائنات جل مجدہ عز اسمہٗ کے حضور، کہ خدا میری بقیہ عمر حضور "مفتی اعظم" ہند کو عطا فرمادے۔(۲)

۱۰-ڈاکٹر سید شاہ محمد امین قادری برکاتی مدظلہ العالی حضور احسن العلماء قدس سرہٗ کے ملفوظات طیبات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جنھیں ان کے مرشدان کرام "چشم وچراغ خاندان برکات" کہتے تھے سے بے پناہ لگاؤ تھا۔دن میں کئی بار اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

---

(۱) محمد امانت رسول رضوی، قاری، چودھویں صدی کا مجدد، ۳۲، مطبوعہ کانپور۔

(۲) ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، ص ۳۱، مجریہ جون ۱۹۸۷ء۔

کا تذکرہ کرنا ان (حضور احسن العلماء) کی عادت تھی ہم بھائیوں سے کہتے تھے کہ:

میرا جو مرید مسلک اعلیٰ حضرت سے ذرا سا بھی ہٹ جائے تو میں اس کی بیعت سے بیزار ہوں اور میرا کوئی ذمہ نہیں ہے۔

فرماتے تھے کہ:

یہ میری زندگی میں ''نصیحت'' اور میرے وصال کے بعد میری ''وصیت'' ہے۔

انتقال سے چند روز قبل برادرم سید نجیب حیدر نوری سے فرمایا کہ:

بیٹا مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مسلک حق کو ہمیشہ مضبوطی سے تھامے رہنا در حقیقت مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ یہی مسلک صاحب البرکت ہے، مسلک غوث اعظم ہے، مسلک امام اعظم ہے اور مسلک صدیق اکبر ہے۔

اعلیٰ حضرت کی شان اقدس میں ادنیٰ سی توہین کرنے والے سے ملنا انہیں گوارہ نہیں تھا، خواہ اس کا تعلق کتنے ہی بڑے خانوادے سے کیوں نہ ہو، کتنا ہی بڑا مقرر ہو یا پیر ہو ان کی کسوٹی اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت تھی۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کا ذکر:

میرے اعلیٰ حضرت، میرے مفتی اعظم کہہ کر فرماتے تھے۔

اور اعلیٰ حضرت کو:

رضائے آلِ رسول فرماتے تھے۔ (۱)

روایت متواترہ کے مطابق بمبئی کی ایک محفل جہاں بہت سے علماء ومعززین

(۱) سید محمد امین قادری، ڈاکٹر، امین ملت، اہل سنت کی آواز، ص ۲۸، اکتوبر ۱۹۹۵ء۔

شہر تشریف فرما تھے ایک شخص نے حضرت احسن العلماء کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا حضور آپ کے خاندان کی سب سے بڑی کرامت کیا ہے؟

حضور احسن العلماء نے جواباً ارشاد فرمایا:

میرے خاندان کی دو بڑی کرامتیں ہیں ایک کا نام ہے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی اور دوسری کرامت کا نام ہے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی علیہا الرحمہ۔ (۱)

۱۱-علامہ ابوالمسعو د سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد رقمطراز ہیں:

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ بلاشبہ ان ہی اکابرین میں سے تھے جو دین وسنیت کو فروغ دینے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت کی پوری زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ہی ڈالئے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلوص وللہیت ان کی شخصیت کا ٹریڈ مارک تھا ان کا کوئی قول یا عمل میری نگاہ میں ایسا نہیں ہے جو خلوص وللہیت سے عاری ہو ۔وہ اگر ایک طرف تبحر عالم مستند اور معتبر فقیہ، مختلف علوم وفنون کے ماہر اور شعر وادب کے مزاج آشنا تھے تو دوسری جانب ریاضت وعبادت، مکاشفہ ومجاہدہ اور اسرار باطنی کے بھی محرم تھے اور ہر میدان میں ان کے خلوص وللہیت کی جلوہ گری نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی۔ وہ ایک ایسی شمع تھے جس کے گرد لاکھوں پروانے اکتساب نور کی خاطر زندگیوں کو داؤں پر چڑھائے رہتے تھے ۔میرے گھرانے کے بزرگوں سے ان کے دیرینہ اور گہرے تعلقات

(۱)-یسین اختر مصباحی، علامہ، اہل سنت کی آواز ص ۲۷، ۱۹۹۵ء۔

تھے۔اس پس منظر میں مجھے ان کا قرب خاص حاصل تھا۔ایسے کئی مواقع آئے جب حضرت نے تنہائی کی فضا پا کر انشراح صدر کے ساتھ مجھ سے باتیں فرمائیں اور ایک موقع پر فتنوں کی نشان دہی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر دین وسنیت کے ماحول میں انتشار کا خوف واندیشہ نہ ہوتا تو بعض لوگوں کے چہروں پر پڑی ہوئی نقابوں کو اُلٹ کر ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیتا۔(۱)

۱۲- حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی (م۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور علیہ الرحمۃ۔ مفسر ومحدث، فقیہ ومفتی، مناظر وخطیب، مدرس ومحقق، مصنف ومؤلف اور ماہر علوم وفنون مدرس ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید وخلیفہ سعید ہیں۔آپ کے ہمعصر ہیں۔حضرت مفتی اعظم کے متعلق ان کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

(الف) اپنے زمانہ کے اعلم العلماء، افقہ الفقہاء، فرزند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حضور ''مفتی اعظم'' ہند مفتی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلی دام ظلہ العالی۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔حق گوئی میں وہ ایسے مرد مجاہد فی الدین ہیں کہ معاصرین میں یہ بات عموماً نہیں ملتی۔قدم قدم پر بندگان خدا کو برائیوں سے روکنا، نیکیوں کی تلقین کرنا اور بلاخوف وجھجک ہر شخص کو غیر شرعی عمل پر ٹوک دینا ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ (۲)

(ب) خیر الاذکیاء مولانا محمد احمد مصباحی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک

(۱) سید محمد مدنی اشرفی علامہ، ماہنامہ حجاز مفتی اعظم نمبر، ج۳،ش ۹-۱۰،ص ۵۴ مجریہ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

(۲) ماہنامہ سنی دنیا بریلی، ص۳۱، مجریہ جون ۱۹۸۷ء۔

پور رقم طراز ہیں:

حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز مرادآبادی علیہ الرحمہ سابق سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے جامعہ اشرفیہ کی نئی درسگاہ بلڈنگ کے جشن افتتاح کے موقع پر ۱۶-۱۷ر نومبر ۱۹۷۲ء کے لئے ''مفتی اعظم'' قدس سرہٗ کو دعوت دی تھی۔ حضرت تشریف لائے۔ افتتاح کا کام حضرت ہی کے ہاتھوں انجام پانے والا تھا۔ جس کے لئے پہلے دن بعد مغرب نئی عمارت میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ یہ ابتدائی سال تھا اور شوال کی ۱۹-۲۰ تاریخوں کی درمیانی شب تھی۔ اس وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جعفری رضوی علیہ الرحمہ تھے۔ درجہ فضیلت کے طلبہ کو درس بخاری شریف شروع کرا کے افتتاح کی رسم ادا ہونے والی تھی۔ اس موقع پر افتتاح سے قبل حافظ ملت نے ایک مختصر تقریر کی تھی۔ جس کا حاصل کچھ اس طرح ہے:

حضرت ''مفتی اعظم'' مدظلہٗ سے اس عمارت کا افتتاح اور ان سے بخاری شریف کا ایک سبق پڑھ لینا بہت بڑی سعادت ہے۔ وہ بلاشبہ ولی ہیں۔ آج جو ان سے سبق پڑھ رہا ہے کل اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں نے ''مفتی اعظم'' سے ایک سبق پڑھا ہے۔ جو ان سے بیعت ہوگا اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں ''مفتی اعظم'' سے بیعت ہوا ہوں۔ جو ان سے مصافحہ کرے گا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے ان سے مصافحہ کیا ہے۔ جو ان کی زیارت کرے گا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے انھیں دیکھا ہے۔ وہ علم وفن کا سمندر

ہیں خود ایک بار فرمانے لگے:

جب کوئی مسئلہ لکھنے کے لئے قلم ہاتھ میں لیتا ہوں تو نوک قلم پر علمی مضامین کی اس قدر بارش ہونے لگتی ہے کہ سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کی ذات ہمارے لئے بہت غنیمت ہے۔ ان سے سبق پڑھنا آپ کی بہت بڑی سعادت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ (۱)

۱۳- مجاہد ملت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن عباسی علیہ الرحمۃ نے حضرت مفتی اعظم کے متعلق ارشاد فرمایا:

اس دور میں حضور ''مفتی اعظم'' ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ہستی فقید المثال ہے۔ خصوصیت کے ساتھ باب افتاء میں بلکہ روز مرہ کی گفتگو میں جس قدر محتاط اور موزوں الفاظ اور قیود ارشاد فرماتے ہیں اہل علم ہی اس کی منزل سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (۲)

۱۴- صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی مصنف بشیر القاری شرح بخاری نے محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی سے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

اس سلسلہ میں آپ صرف حضرت ''مفتی اعظم'' سے رجوع کیجئے۔
دوسروں کی طرف رجوع کرنا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہوگا۔ (۳)

۱۵- حضرت علامہ سید ظہیر احمد زیدی قادری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ تلمیذ ارشد حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی مرجعیت کے

---

(۱) محمد احمد مصباحی، علامہ، انوار مفتی اعظم، ص.... مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی۔

(۲) جابر علی، مولانا، راز الہ آبادی، کرامات مفتی اعظم ہند، ص ۱۷-۱۸، مطبوعہ پاکستان۔

(۳) فقیر نوری سے محقق عصر علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی نوری مدظلہ کی روایت۔

تعلق سے اپنے مشاہدات بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

مجھے آپ (حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ) کا شرفِ زیارت پہلی بار غالباً ۱۳۵۷ھ میں بموقع عرس اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت ''فاضل بریلوی'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۴۷ سال ہوگی۔ چہرہ مبارک پر تقویٰ وطہارت کا جمال اور علوم شرعیہ اور تفقہ کا جلال وکمال۔

میری عمر اس وقت ۱۶-۱۷ سال رہی ہوگی۔ میں اس وقت دارالعلوم ''عربیہ حافظیہ سعیدیہ'' قصبہ دادوں ضلع اعظم گڑھ میں درس نظامی کا طالب علم تھا اور استاذ العلماء والفقہاء ابوالعلیٰ حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی معیت سعادت میں پہلی بار عرس رضوی میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کو حضرت ''مفتی اعظم'' ہند کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور قرب واخلاص تھا اس لئے آپ ہمیشہ ہی ''مفتی اعظم'' کے یہاں مہمان ہوتے اور حضرت کی برکت سے یہ شرف سعادت مجھے بھی حاصل رہا۔ اللہ اللہ وہ کیسی مجلسیں اور محفلیں تھیں کہ جن پر عرشیوں کو بھی فخر ہوتا۔ ہندوستان کے سنی علمائے کرام ہجوم در ہجوم عرس رضوی میں حاضری دیتے اور حضرت ''مفتی اعظم'' علیہ الرحمہ کی فقہی عظمت وبصیرت سے فیضیاب ہوتے۔ میری یادداشت میں جن علمائے کرام کے نام آرہے ہیں ان میں کچھ یہ ہیں:

۱- صدرالعلماء حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی۔

۲- حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھ شریف۔

۳-حضرت مولانا ظفر الدین بہاری مصنف صحیح البہاری۔

۴-حضرت مولانا ابوالحسنات حکیم سید محمد۔

۵-حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد (الوری ثم لاہوری)

۶-حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی۔

۷-حضرت مولانا برہان الحق جبل پوری۔

۸-حضرت مولانا سید محمد میاں مارہروی۔

۹-فقیہ ملت ،استاذ العلماء حضرت صدرالشریعہ ابوالعلی مولانا امجد علی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین وغیرہم۔

ان کے علاوہ حضرت مولانا سید نعیم الدین وحضرت صدرالشریعہ علیہما الرحمہ کے تلامذہ جن کا شمار بعد میں اکابر علماء میں ہوا۔جیسے:

۱-شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں۔

۲-حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی۔

۳-حضرت مولانا سردار احمد محدث پاکستان۔

۴-حضرت مولانا مفتی سید رفاقت حسین۔

۵-حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز حافظ ملت بانی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور۔

۶-حضرت مولانا مجاہد ملت حبیب الرحمٰن۔

۷-حضرت مولانا اجمل شاہ سنبھل۔

۸-حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں اجھیانوی ثم گجراتی۔

۹-حضرت مولانا شمس العلماء شمس الدین جونپوری۔

وغیرہم بے شمار علماء وفضلاء عرس رضوی میں حاضری دیتے اور ''مفتی اعظم'' سے علمی وروحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے

۔عرس کے تینوں دنوں میں علماء، فضلاء اور صلحاء کا اجتماع ہوتا اور اعلیٰ علمی وفقہی مسائل زیر غور ہوتے میں نے بچشم سر مشاہدہ کیا کہ:

حضرت ''مفتی اعظم'' کا قول کسی بھی شرعی مسئلہ میں حرف آخر ہوتا اور تمام اکابر علماء اس پر سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ جو فتویٰ اس بارگاہ سے جاری ہوتا وہ بغیر چون و چرا مان لیا جاتا اور تمام علماء اس پر متفق ہو جاتے۔ آپ کی فقہی عظمت اور علمی وجاہت پر علماء ملت اسلامیہ کو اس درجہ اعتماد تھا کہ مشکل مسائل اور ایسے مسائل جن میں ان کی فقہی بصیرت حکم شرعی کے اظہار میں دشواری محسوس کرتی ان کے حل کے لئے عرس رضوی حاضر ہو کر مجلس علماء وفقہاء میں پیش کرتے اور جب حضرت ''مفتی اعظم'' علیہ الرحمہ اپنے تفقہ خاص سے اس کا حکم شرعی واضح فرما دیتے تو انھیں زبردست قلبی اور ذہنی سکون ہو جاتا اور وہ مطمئن واپس جاتے۔

افسوس! ع

آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند (۱)

۱۶- مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ فرمان ذیشان:

۱۷ محرم الحرام کو جناب محمد سلیم خاں صاحب عرف اچھے بھائی ٹیچرس یونین بیسلپور سے مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حسین سنبھلی نے فرمایا:

میں نے بڑے بڑے علماو مشائخ کی زیارت کی۔ بڑے بڑے پیروں کی رفاقت میں رہا قطب وقت حضرت پیر سید

(۱) ماہنامہ سنی دنیا، ج ۱۰ ش ۸، ص ۱۴-۱۵، مجریہ ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ/ نومبر ۱۹۹۱ء۔

جماعت علی شاہ صاحب علی پوری اور پیر و مرشد حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی جیسے بزرگوں کو بھی دیکھا لیکن جو کشش باتقوئی و پرہیزگاری احتیاط اور حق گوئی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ میں پائی کسی میں نہیں پائی۔ برسوں ملک کے تبلیغی دورے پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا ساتھ ہوا خلوت وجلوت میں یکساں پایا اور ان کی یہ خاص کرامت دیکھی کہ جس جگہ اور جس وقت پہنچے آناً فاناً مخلوق خدا کا ہجوم لگ گیا اور حضرت کی یہ خصوصیت تھی کہ کتنا ہی بڑا عالم ہو یا شیخ ہو اگر حضرت کے سامنے خلاف شرع بولا تو حضرت نے فوراً حکم شرع بیان فرمایا اور توبہ کرائی۔ ()

۱۷-مولانا سید مظہر ربانی باندہ تلمیذ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

(الف) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس میں حضرت (صدر الشریعہ قدس سرہٗ) بریلی شریف ضرور جاتے اور تلامذہ بھی ہمیشہ ان کے ہمراہ رہتے تھے۔ دادوں (ضلع علی گڑھ) پہنچنے کے بعد میں بھی انھیں میں شامل ہو گیا۔ بریلی حاضری میں ہمارے دو مقصد تھے۔

۱-اعلیٰ حضرت کے فیوض و برکات کا حصول۔

۲-صدر الشریعہ کا اپنے ہم عصر علماء سے ربط و تعلق اور علمی وفقہی مکالمات سے استفادہ۔

حضرت (صدر الشریعہ قدس سرہٗ) کی معیت کے طفیل میں نے بیک وقت جن بزرگوں کی زیارت کی ان میں قابل ذکر یہ ہیں:

---

(۱) محمد صفدر علی فاطمی، سید، حیات مفتی عالم، ص ۱۷-۲۷ مطبوعہ پیلی بھیت۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی، حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی، حضرت محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی، حضرت ''مفتی اعظم'' ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی، حضرت امیر شریعت مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی، حضرت ملک العلماء مولانا ظفرالدین صاحب بہاری، حضرت برہان ملت مولانا برہان الحق صاحب جبل پوری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ، ان کے علاوہ دیگر علمائے کرام جن سے ہماری ملاقات عرس کے موقع پر بریلی شریف میں ہوئی تھی۔ ان میں اکثریت صدرالشریعہ وصدرالافاضل کے شاگردوں کی ہوتی تھی۔ جو اس وقت ملک کے نامور مقرر، مناظر، مفتی، محدث، مفسر، اور بڑے مدرسوں کے صدرالمدرسین تھے۔ عرس کے موقع پر پورا ماحول علمی مباحث اور باہمی نقد وتبصرہ اور جرح وقدح کی آماجگاہ بن جاتا تھا۔(۱)

(ب) علم وعمل، فضل وکمال، زہدوتقویٰ، دیانت وثقاہت، ولایت وکرامت، غرضکہ جملہ محاسن دینیہ وفضائل شرعیہ کے ایک مجموعہ کا نام ''محمد مصطفےٰ رضا خاں'' تھا۔ جو قرب قیامت کی فتنوں سے بھری ہوئی لادینیت ودہریت میں ڈوبی ہوئی، چودھویں صدی ہجری کی تاریکیوں میں اپنے اسلاف کا نام روشن کر گیا۔(۲)

---

(۱) فقیہ اعظم حضور صدرالشریعہ قدس سرہٗ حیات وخدمات، ص۲۶۰-۲۶۱۔

(۲) ماہنامہ استقامت، کانپور، ص۲۵۲۔

۱۸-غزالی دوراں حضرت علامہ مفتی سید احمد سعید کاظمی ملتانی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا:

(الف) حضور ''مفتی اعظم'' ہند قبلہ تو ''مفتی اعظم عالم'' ہیں۔ اس زمانہ میں ان جیسا فقیہہ میں نے نہیں دیکھا۔ قرآن مجید میں خدائے قدیر جل مجدہٗ خود ارشاد فرماتا ہے۔ انّ اولیاء ہ الا المتقون (اللہ کا ولی نہیں ہوگا مگر متقی) انھیں دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔ خود ان کی ولایت کی دلیل ہے۔

(ب) حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام اہل سنت کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی جانشینی کوئی آسان کام نہ تھا۔(۱)

۱۹-استاذ العلماء حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ سابق شیخ الحدیث دار العلوم ''فیض الرسول'' براؤں شریف کے حضرت مفتی اعظم کے وصال پر ملال پر تاثرات ملاحظہ ہوں:

مستند العلماء، خاتم الفقہاء، حضور ''مفتی اعظم'' ہند حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ قادری رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت کا وہ نقصان عظیم ہے کہ مستقبل قریب میں اس کی تلافی بے حد دشوار بلکہ تقریباً ناممکن ہے.....اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم نافعہ و اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے وارث و امین اور خلف الصدق و جانشین تھے۔ آپ کی وفات سے بلاشبہ مسند افتاء خالی و سند فتاویٰ مفقود ہو گئی۔

(۱) محمد حسن علی رضوی، میلسی، علامہ، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا مفتی اعظم نمبر، ج ۳۸، ش ۸، مجریہ ربیع الثانی/اگست ۱۹۹۸

ایک فقیہ اعظم و دانشور معظم دنیا سے رخصت ہوگیا۔ ایک ماہر مسائل اور جزئیات وکلیات فقہ کا حافظ ہم سے جدا ہوگیا۔ ایک تقویٰ و دین کا منارۂ نور اور استقامت فی الدین کا جبل راسخ ہمیشہ کے لئے ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ گویا علماء اسلام کا مرکز اور فقہاء و محققین کا محور ہی ختم ہوگیا۔ اب ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو علماء اہل سنت میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔ اور جو بلا استثناء تمام علماء اہل سنت کا مستند و معتمد اور ملجاء و ماوی ہو۔ (۱)

۲۰-شارح بخاری، فقیہ الہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

ذہین سے ذہین علماء برسہا برس تک مشاق کرنے اور ماہر فن مفتی سے اصلاح لینے کے بعد اس پر قادر ہوتے ہیں کہ وہ ایک مکمل فتویٰ لکھیں۔ مگر جو بات دیگر ذہین، فطین، ذکی علماء کو برسہا برس میں تنقید، اصلاح اور ہدایت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہ حضرت ''مفتی اعظم'' کو پہلے ہی دن حاصل تھی۔ یہ دلیل ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند جیسے والدہ ماجدہ کے شکم پاک سے ولی بن کر آئے تھے۔ اسی طرح مفتی اعظم بھی بن کر آئے تھے۔ السعید من سعد فی بطن امه۔ تفقہ فی الدین آپ کی فطرت جبلت سرشت تھی۔

غور کریں کہ ایک ۱۸ سال کا نوعمر عالم پہلا فتویٰ لکھتا ہے اور تصحیح کے لئے پیش کرتا ہے۔ اس دقیق بیں، نکتہ رس کی بارگاہ میں

(۱) عبدالمصطفےٰ اعظمی، علامہ، ماہنامہ استقامت، کانپور کا مفتی اعظم نمبر، ص۔۔۔۔ مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

جس کی تیز نگاہی کا عالم یہ تھا کہ اگر کسی کلمے میں ہزار معانی ہوتے تو وہ سب اول نظر میں احاطے میں آجاتے۔ اور جس کے بارے میں علمائے حرمین نے یہ فرمایا ہو کہ اگر انہیں ابوحنیفہ دیکھ لیتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں اور انہیں اپنے تلامذہ میں داخل فرمالیتے مگر اس نوعمر مفتی کے پہلے فتوی پر اسے بھی کہیں اصلاح کی ضرورت نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ شیر کے بچوں کو کس نے شکار کرنا سکھایا؟

حضرت مفتی اعظم ہند کی عمر مبارک کے یہی ایام تھے کہ علمائے رامپور سے مسئلہ اذان ثانی پر بحث چھڑ گئی۔ علمائے رامپور معمولی علما نہیں تھے۔ یہ وہ اکابر ملت تھے کہ جن کے علم وفضل کا رعب پورے ہندوستان پر چھایا ہوا تھا۔

شمس العلماء مولانا عبدالحق ابن علامہ فضل حق خیرآبادی جیسے اس بطل جلیل کے وارث تھے کہ بانی دیوبندیت قاسم نانوتوی صاحب جب رامپور آئے تو ان کی ہیبت سے اپنے کو ظاہر نہ کرسکے۔ سرائے میں قیام کیا اور اپنا نام تبدیل کرکے لکھوایا۔

علمائے رامپور نے اس مسئلہ پر اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ بحث شروع کردی۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان کے افہام وتفہیم کے لئے اپنے اس نوجوان فرزند کو حکم دیا اور حضرت مفتی اعظم ہند نے ان حضرات کے ابحاث علمیہ کے ایسے مدلل مسکت، فصیح جواب دیئے کہ وہ دم بخود رہ گئے۔ ان پر وہ گرفتیں کیں کہ وہ حضرات انگشت بدنداں رہ گئے۔ جس کا جی چاہے اس وقت کے رسائل وقایۃ اہل السنہ، نفی العار وغیرہ کا مطالعہ کرلے۔ اسے معلوم ہوجائے گا کہ مجدد اعظم کے

وارث نے دنیا کو دکھا دیا، دنیا سے منوالیا کہ بزرگی بعقل ست نہ بہ سال۔

حضرت مفتی اعظم ہند کے سیکڑوں ایرادات آج بھی قرض ہیں۔ انہیں ایام میں دیوبند کے بقیۃ السلف حکیم الامت جناب تھانوی صاحب نے ''حفظ الایمان'' کی کفری عبارت کی رفوگری کے لئے ''بسط البنان'' لکھی جس کے مطالعہ کے بعد حضرت مفتی اعظم ہند نے اس کے رد میں ''وقعات السنان'' اور ''ادخال السنان'' تالیف فرمائی، جسے رجسٹری کر کے تھانہ بھون بھیجا۔ مگر ان دونوں کے جواب سے نہ صرف تھانوی صاحب نے اپنے ایک نیاز مند سے کچھ سوالات کرائے۔ ان کے جوابات کے لئے بھی حضرت مفتی اعظم ہند میدان میں آئے اور ''الموت الاحمر'' لکھ کر اکابر دیوبند کی تاویلات کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی اور حجتِ الٰہیان پر تام فرما دی اور من هلك هلك عن بينه ومن حي حي عن بينه کا جلوہ دنیا کو دکھا دیا۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ میں حضرت مفتی اعظم ہند کے وہ کارنامے ہیں جنہیں دیکھ کر عالم تصور میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک شیر ہے جو تن تنہا پوری دنیا سے چوکھا لڑ رہا ہے اور اپنے حملۂ جاں ستاں سے مخالفین کو نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مزہ چکھا رہا ہے۔(۱)

۲۱-مفتی عابد حسین مصباحی نوری رقم طراز ہیں:

مفتی اعظم کی شخصیت عالمگیر اور مسلم الثبوت تھی آپ کے علمی

(۱) محمد شریف الحق امجدی، شارح بخاری، انوار مفتی اعظم، ص ۲۵۳-۲۵۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

وقار اور بزرگی کو عالم اسلام نے تسلیم کیا ہے اور ہر سلسلہ کے بزرگوں نے آپ کے احترام منصب کا لحاظ رکھا ہے۔ مولانا محمد جہانگیر خاں صاحب مہتمم مدرسہ غریب نواز سیون ڈیہہ بکارد ہندوستان کے ذی قدر اور مشہور خطیب ہیں، حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ساتھ آپ کے گہرے روابط رہے ہیں۔ آپ ایک ضرورت سے ۱۰ ربیع الجیلانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء بروز دوشنبہ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے۔ حضور مفتی اعظم کے تعلق سے ایک سوال پر انہوں نے کئی واقعات اور اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا:

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی ایسی معتمد علیہ شخصیت تھی کہ ہندوپاک، بنگلہ دیش، افریقہ بلکہ تمام عرب وعجم نے آپ کی شخصیت کو متفق علیہ جانا اور سب نے معتمد علیہ تسلیم کیا ہے۔ ہر الجھے ہوئے مسئلہ کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا اور ہر سلسلہ کے مشائخ نے قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔ ایک مرتبہ سلسلۂ تیغیہ کے عظیم بزرگ حضرت شاہ ایوب غازی پوری خلیفہ شاہ تیغ علی علیہما الرحمۃ والرضوان کے مریدین نے برن پور ضلع بردوان بنگال میں ایک جلسہ کا پروگرام رکھا۔ جس میں بہت سارے علماء وقت کو مدعو کیا اور حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کو بھی دعوت دی۔ اشتہار چھپاتے وقت ان لوگوں نے مجھ سے مشورہ نہ کیا اور نہ ہی حضرت شاہ ایوب صاحب علیہ الرحمہ سے اور چھپے چھپالی۔ اشتہار میں زیر سرپرستی حضرت ایوب صاحب کا نام نامی

دیا اور صدارت میں حضرت مفتی اعظم کا، جب اشتہار طبع ہو کر آگیا اور حضرت شاہ صاحب کی اس پر نظر پڑی تو آپ کو بہت صدمہ و رنج ہوا۔ فوراً اراکین و مریدین کو بلوایا اور فرمایا:

تم لوگوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے، حضرت مفتی اعظم کے رہتے ہوئے میرا نام سرپرستی میں دے کر پورے اہل سنت وجماعت کے درمیان میرا مرتبہ گھٹا دیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مفتی اعظم کے رہتے ہوئے میری سرپرستی ہو۔ اس لئے یہ روپیہ لو (جیب سے روپے نکال کر دیتے ہوئے فرمایا) اور ان اشتہار کو چپکے سے رکھ دو اور پھر سے دوسرا اشتہار طباعت کرا کر لاؤ جس میں زیر سرپرستی حضور مفتی اعظم کا اسم گرامی ہو۔

اور ایسا ہی ہوا کہ پھر سے دوسرا اشتہار طبع ہو کر آیا۔ (۱)

۲۲-ادیب شہیر حضرت مولانا محمد میاں کامل سہسرامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے جانے والی شخصیت ہے آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، تاجدار اہل سنت حضور "مفتی اعظم" کی۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت سرمایۂ سعادت اور دولت افتخار ہے۔ جن کی ساری عمر شریعت کا علم پھیلاتے اور طریقت کی راہ بتاتے گزری۔ اور جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کی میزان اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے۔ اس دور میں خود ممدوح کی شخصیت مسلمانان ہند کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت

---

(۱) عابد حسین مصباحی، نوری، مفتی، مفتی اعظم کی استقامات و کرامت، ص ۲۳۹-۲۴۰ مطبوعہ جامعہ نور دہلی۔

ہے۔رب قدیر حضرت (مفتی اعظم قدس سرہٗ) کے سایہ عاطفت
اور ظل ہمایونی کو سب پر دراز سے دراز کرے۔آمین (۱)

۲۳-حضرت الحاج پیر طریقت شاہ نوشے میاں صاحب قادری جمالی شیری قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ عارف باللہ حضرت شاہجی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ قادری جمالی نے ۱۵ محرم الحرام بروز جمعہ بعد نماز جنازہ (مفتی اعظم) کوفرمایا:

آج تک میں نے اتنا مجمع نہیں دیکھا جتنا مجمع حضرت مفتیٔ اعظم ہند کے نماز جنازہ میں دیکھا۔اللہ کے ولی کی یہی شان ہوتی ہے۔
جن دنوں مدرسہ ’’منظر اسلام ‘‘میں مولوی رجب علی صاحب نانپاروی پڑھا کرتے تھے۔میں بھی ان دنوں مدرسہ ’’منظرِ اسلام ‘‘میں پڑھتا تھا۔حضرت مفتیٔ اعظم تو میرے دادا استاذ تھے۔دشمن رسول اگرکسی سے کانپتا تھا تو حضرت ہی کی ذات گرامی تھی۔(۲)

۲۴-مولانا عبدالواجد قادری مفتی اعظم ہالینڈ حضرت مفتی اعظم کی بارگاہ عالی شان میں بعض اکابر اہلسنت کے چشم دید واقعات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۷ء کے اوائل تک اکثر و بیشتر میں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی بیٹھک (سہ دری) میں حاضر رہتا کیوں کہ ان ایام میں میرا مستقل قیام کتب خانہ حامدی (مزار اعلیٰ حضرت کی بالائی چھت کے شمالی جانب) میں رہا۔اور جب بھی ذرا موقع ملتا حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوجاتا۔پانچوں وقت کی نمازیں حضرت کے ساتھ ہی ادا کرنے

(۱) جابر علی،مولانا،رازالٰہ آبادی،کرامات مفتی اعظم ہند،ص ۱۱،مطبوعہ پاکستان۔
(۲) محمد صفدر علی فاطمی،سید،حیات مفتی عالم،ص ۷۱مطبوعہ پیلی بھیت بحوالہ ہفت روزہ ترجمان بریلی۔

کا موقع ملتا اکثر وقت کی نمازوں میں حضرت ساجد میاں علیہ الرحمہ امام ہوتے اور جب وہ نہیں ہوتے تو کوئی طالب علم نماز پڑھادیا کرتا۔ حضرت نے میرے سامنے کبھی امامت نہیں فرمائی حالانکہ ہر موسم میں ہر نماز کی جماعت میں آپ تشریف فرما ہوتے بلکہ بعض نمازوں میں جماعت سے بہت پہلے تشریف لاتے اور مسجد ہی کے وضو خانہ میں وضو فرماتے۔

عصر کی نماز کے بعد عموماً سہ دری کے سامنے کرسی لگادی جاتی جہاں آپ رونق افروز ہوتے اور زبانی مسائل پوچھنے والوں کے جوابات دیتے۔ اگر کوئی بزرگ عالم دین تشریف فرما ہوتے تو ان کے لئے بھی کرسی بچھادی جاتی۔

سنہ مذکورہ کے درمیان اکابر علما میں سے حضور برہان ملت، حضور محدث اعظم ہند و حضور مجاہد ملت، حضور شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی، امام النحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، حضور حافظ ملت، حضور سید العلماء، حضور سلطان المناظرین مفتی رفاقت حسین مظفر پوری، حضور اجمل العلماء مولانا شاہ اجمل حسین سنبھلی، حضرت قاری مصلح الدین پاکستانی، مناظر اہلسنت علامہ محمد حسین سنبھلی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ بار بار بریلی شریف امام اہل سنت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور مفتی اعظم سے شرف ملاقات حاصل فرمایا۔

اول الذکر کے علاوہ تمام بزرگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ پہلے حضور مفتی اعظم کے ہاتھوں کو پھر پاؤں کو بوسہ دیتے اور برکت

حاصل فرماتے تھے۔ بلکہ سیدنا مجاہد ملت علیہ الرحمہ جب سہ دری میں آتے تو پہلے آپ کے نعلین شریف کو بوسہ دیتے اور اسے سر پر رکھتے پھر دوبارہ بوسہ دے کر ادب سے ایک کنارہ میں رکھتے پھر آپ کی طرف ملاقات کو بڑھتے اور یہ موقع انھیں اس لئے مل جاتا کہ حضرت ہمیشہ قبلہ رو بیٹھتے ایک زانو فرش پر بچھا ہوا رہتا اور دوسرے زانو پر بائیں ہاتھ میں کاغذ لے کر دائیں ہاتھ سے لکھتے رہتے یا سر جھکا کر پڑھتے رہتے تھے۔

حضور محدث اعظم کی دست بوسی کے لئے حضرت کوشش واصرار فرماتے مگر دست بوسی میں حضور محدث اعظم سبقت لے جاتے پھر بزور طاقت مفتی اعظم کو اپنی جگہ پر بٹھا دیتے اور خود بغل میں بیٹھ جاتے۔

اسی طرح حضور سید العلماء کی دست بوسی کے لئے بھی آپ عجلت فرماتے مگر سید العلماء نے یہ موقع آپ کو کبھی نہیں دیا۔ بقیہ حضرات تو آپ کو اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہیں دیتے بلکہ دوڑ کر پہلے آپ کے قدموں کو چومتے پھر ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ جواب میں حضور مفتی اعظم بھی ان کے ہاتھوں کو چوم لیتے تھے۔

ہاں حضور برہان الملت اپنی نقاہت کی وجہ سے مفتی اعظم کو روکنے پر قادر نہیں ہوتے اور دونوں ایک دوسرے کی دست بوسی فرماتے۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ حضرت برہان الملت کی قیام گاہ کا انتظام عموماً اپنے مخصوص کتب خانہ میں فرماتے جہاں آپ کو نسبتاً آرام زیادہ ملتا یا پھر مہمان خانہ کے حجرہ میں تنہا آپ کے

رہنے کا انتظام ہوتا تھا۔(۱)

۲۵-حضرت علامہ سید محمد اجمل میاں صاحب اشرفی کچھوچھوی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ جہاں علم وعمل میں یکتائے روزگار تھے وہیں ان کی ذات زہد وتقویٰ ، فقر واستغناء، جود وسخا، حلم وبردباری، احسان و ایثار، طہارت وپاکیزگی ، ضبط وتحمل، صبر ورضا، ایمان وایقان، درویشی اور حسنِ اخلاق کا اتنا حسین مرقع تھی کہ بے اختیار مجمع الصفات کے الفاظ ان کے لئے زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ان کے اوصافِ حمیدہ نے اپنے تو اپنے غیروں کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا۔(۲)

۲۶-پروفیسر عبدالمغنی جوہر بلیاوی، ایم۔اے۔ڈ پ ان اے جمشید پور رقم طراز ہیں:

مفتی اعظم کی شخصیت ، برصغیر میں آفتاب علم وکمال کی حیثیت رکھتی تھی۔قرآن ، حدیث ، تفسیر، فقہ اور دیگر علوم کے علاوہ فلسفہ اسلامی اور عقائد دینی پر ان کی گرفت بڑی مضبوط تھی۔علوم شرقیہ کے باریک سے باریک نکات ان پر واضح تھے۔نتیجے کے طور پر عشق کی آنچ نے جہاں جذبے کو مہمیز کیا، وہیں علمی تبحر نے احتیاط کو راہ دی اور پھر ان دونوں کی آمیزش نے مفتی اعظم کے کلام کو سادگی اور معنوی حسن عطا کیا، عشق مصطفےٰ سے سرشار دل کی آواز میں

---

(۱)(الف) عبدالواجد، مفتی، علامہ، مقدمہ ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ قلمی۔

(ب) عبدالواجد، مفتی، علامہ، جہان مفتی اعظم ص ۹۵۲، مطبوعہ رضا اکیڈمی۔

(۲) ماہنامہ استقامت، کانپور، ص ۱۶۳، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

پاکیزگی، لطافت اور دلوں کو منور کر دینے والی وہ کیفیت ہے جو ایک صاحب دل بزرگ کے دل کے گداز کا پتہ دیتی ہے۔(۱)

۲۷-مولانا مبین الہدیٰ نورانی، خطیب باری مسجد جمشید پور رقمطراز ہیں:

کسی مسئلہ پر ساری دنیا کے مفتیان کرام آپ کے جواب فتویٰ پر نظر لگائے رہتے تھے اسی لئے آپ کو مفتی اعظم کا خطاب ملا۔ کوئی دقیق اور کتنا ہی اہم مسئلہ آجائے تو تمام مفتیان کرام وعلماء کی نظریں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں۔ وقت کے اکابر علماء آپ کے قول کو اپنی تمام باتوں پر حرف آخر کی حیثیت دیتے تھے۔ چنانچہ کسی فتوے کے ساتھ آپ کا اسم گرامی ہی ایک زبردست حوالہ کا درجہ رکھتا تھا۔

کہنے کو تو سیدی مفتی اعظم ،مفتی اعظم کہلاتے تھے لیکن درحقیقت وہ مفتی عالم تھے یعنی دنیا کے سب سے بڑے مفتی نہ کہ صرف ہندوستان کے۔(۲)

۲۸-حضرت مولانا سید شاہ نعیم اشرف صاحب اشرفی جائسی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

حیات مفتی اعظم کا ہر دن ہر ماہ وسال ہمارے لئے قیمتی تھا۔ وہ ہماری جماعت کے لئے نشان تقدس تھے۔ وہ ہم سب کے مرجع تھے۔ مرکز تھے۔ بالاتفاق مستند قائد تھے۔ ان کی زندگی کے

---

(۱) ماہنامہ استقامت، مفتی اعظم نمبر کانپور، ص۱۸۲-۱۸۳، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

(۲) ماہنامہ استقامت، مفتی اعظم نمبر کانپور، ص۳۰۰ مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

ہر لمحے سے قوم مستفید ہوئی۔(۱)

۲۹-مولانا محمد منظر قدیری، بی۔اے۔فرماتے ہیں:

یہاں علم کی فراوانی بھی ہے۔اور ولایت کی تابانی بھی۔تبحر علمی کے بانکپن کے ساتھ معرفت کی رعنائی بھی ہے مگر علم وفن کے جلال سے زیادہ ولایت کا جمال درخشاں نظر آرہا ہے لیکن جسوقت علم وفن کی انجمن سنور جاتی ارباب علم اس وقت آفتاب کی شعاعوں کے آگے شبنم کی طرح اپنا وجود کھودیتے۔خود راقم الحروف نے اس بارگاہ کی تدریسی فتویٰ نویسی کی خدمات پر مامور ہوجانے کے بعد بارہا مشاہدہ کیا اور یہ خیال کیا کہ''ایں سعادت بزور بازو نیست۔''

چند سطور بعد تحریر فرماتے ہیں:

بہر حال مسائل سنائے جاتے آپ مضمون کا تسلسل جملوں کا ربط اور حکم کی وضاحت سب کچھ درست فرمادیا کرتے اور بسا اوقات قلمبند فرمادیا کرتے اور اگر حوالہ میں عبارتیں نقل نہ ہوتیں تو اس طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرماتے آپ نے درمختار کی فلاں جلد نہیں دیکھی۔ہدایہ، عالمگیری وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے مطالعہ کیجئے غرض کہ دسیوں کتابوں کی جلدوں صفحوں کی نشاندہی سے ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے کہ حضور کے لیل ونہار ماہ وسال مسافرت میں گذرتے ہیں۔ارادت مندوں سے فرصت کے لمحات میسر نہیں آتے سفر وحضر میں کوئی ایسی گھڑی مہلت کی نہیں

(۱) ماہنامہ استقامت، مفتی اعظم نمبر، کانپور، ص ۲۵۸، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

ملتی کہ کتب بینی کرتے مگر استحضارِ علم خدا کی پناہ جیسے ہر کتاب پیشِ نظر ہو۔(۱)

۳۰-مولانا عبدالمجید خاں رضوی ،اشرفیہ مبارکپور حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے متعلق رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ النورانی کو ایسے خاندان میں پیدا کیا جس میں کئی پشتوں سے سلسلہ علم وارشاد قائم وجاری ہے اور جس کے اسلاف کرام کے اعمال صالحہ کا پاک ورثہ یکے بعد دیگرے اخلاف تک منتقل ہوتا آیا ہے جن کی حق گوئی اور حق پرستی اور عشق رسول میں سرشاری وجانثاری اور مغروران تخت وتاج وبندگان مال وجاہ کے مقابلے میں استغناء وبے نیازی انہیں اپنے اسلاف کے ورثہ میں ملی تھی۔

چند سطور کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کو اس عہد کی سلطانی وفرمانروائی حاصل تھی اور آپ کو برکات وفیضان کا وافر خزانہ ملا تھا۔کبھی اپنے اپنے چراغ اسی شمع ہدایت سے روشن کرتے تھے۔اور تمام رہروان منزل مقصود آپ ہی کے کاروانِ فضل وکرامت کی بانگ درا پر زیر غور اپنے اپنے قدم اٹھاتے تھے اور آپ کی جرأت وجسارت ایمان راہ کی ساری صعوبتوں کا خاتمہ کردیتی تھی۔حقیقت یہ کہ یہ رفعت وعظمت آپ کے کسی دوسرے معاصر میں نظر نہیں آتی اس لئے اسے فضل ربانی اور انعام

---

(۱) ماہنامہ استقامت، مفتی اعظم نمبر، کانپور، ص ۴۶۳۔مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

خداوندی کہا جا سکتا ہے۔ (۱)

۳۱-حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی میلسی فرماتے ہیں:

جس طرح فن فقہ وافتاء میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کو بے مثال بے نظیر مہارت تامہ حاصل تھی اور عوام وخواص علماء ومشائخ کے مرجع اعظم تھے اسی طرح فن تدریس میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ان کے ابتدائی تلامذہ میں تاجدار مسند تدریس استاذ الاساتذہ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ اور شیر بیشۂ اہل سنت مولانا ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ جیسے اکابر امت شامل ہیں۔ مگر چوں کہ بریلی شریف کا رضوی دارالافتاء دنیا بھر کا مرکزی دارالافتا تھا اور حضور مفتی اعظم سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے عہد حیات سے آپ کے دربار میں امین الفتویٰ تھے۔

چند سطور بعد تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت کے وصال شریف کے بعد بھی کم وبیش پچاس سال فتویٰ نویسی فرماتے رہے۔ اور اس کی مثال نہیں ملتی کہ آپ کو کسی فتویٰ سے رجوع کرنا پڑا اہل سنت کے اکابر علماء میں اختلافی تحقیقی مسائل کا جامع مدلل ومحقق وموثر تصفیہ فرماتے تھے جو کسی کے لئے مجال انکار نہ ہوتا ایسی بکثرت مثالیں ہیں۔ (۱)

---

(۱) ماہنامہ استقامت، مفتی اعظم نمبر، کانپور، ص۲۷۴-۲۷۹ ملخصاً۔ بجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

۳۲- پیرزادہ مولانا سید نجیب اشرف مصطفوی مجددی، ایم .اے .ومولوی فاضل رائچور کرناٹک رقم طراز ہیں:

سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور تاجدار اہل سنت رضی اللہ عنہما کے علوم وخدمت خلق کا حصار ہر ذی عقل کے امکان سے باہر ہے۔ مرکز عقیدت بریلی شریف کی ان دو عظیم عبقری شخصیتوں نے بلاشک وشبہ اس صدی میں دین محمدی کو زندہ فرمایا اور شریعت کو مٹنے سے بچایا۔ اس صدی میں پورے عالم اسلام پر، مشائخین پر، خانقاہ اور آستانوں پر سرکار مجدد اسلام فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا احسان عظیم ہے اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کا انہوں نے ہمیں وہابیت دیوبندیت سے بچا کر مصطفےٰ کی عقیدت کا جام پلایا اور نبی کے غداروں کے چہروں کو بے نقاب کرکے ہمیں صحیح راستہ پر چلایا۔

ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہم امام احمد رضا، حضور مفتی اعظم ہند کا دامن تھام کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے در تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کامیاب ہوسکتے ہیں شرط یہ ہے کہ استقامت فی الدین اور تصلب فی الشرع چاہئے اور استقامت کیسے حاصل ہوگا۔ پہلے امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کو پیشوا جان کر ان کے پیچھے چلو کہ ان کے پیچھے چلنا اسی کو اتباع نبی

---

(۱) محمد حسن علی میلسی، علامہ، شیخ الشیوخ العالم حضور مفتی اعظم ہند، مضمون مشمولہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا عالمی مفتی اعظم ہند وریحان ملت نمبر، ج ۳۸، ش ۸، ص ۱۱۰-۱۱۱ ربیع الثانی وجمادی الاول مطابق اگست ۱۹۹۸ء، مطبوعہ بریلی۔ ملخصا

کہتے ہیں، اتباع نبی کا تعلق افعال نبی سے ہے اور افعال نبی کا سرکار مجدد اسلام اور حضور مفتی اعظم ہند آئینہ ہیں۔ (۱)

۳۳-مولانا سید محمد حسینی اشرفی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور کرناٹک فرماتے ہیں:

آپ (حضور مفتی اعظم) کی شخصیت بڑی انقلابی شخصیت تھی۔ آپ نہ صرف ہندوپاک بلکہ پورے عالم اسلام کے سنیوں کے ایمان وعقیدے کے محافظ تھے۔آپ کے دور میں عالم سنیت کے علماء آپ کی مبارک شخصیت کے گرد جمع تھے۔آپ کے دور میں خدائے تعالیٰ نے بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت آپ کی ذات سے وابستہ تھی۔آپ جدھر تشریف لے جاتے انقلاب برپا ہوتا۔گاؤں کے گاؤں،شہر کے شہر، بستیاں اور علاقے الٹ دیئے جاتے۔آپ کی شخصیت ایک ایسی مقناطیسی شخصیت تھی کیا عرب، کیا عجم جہاں بھی تشریف لے جاتے علماء ومفکرین ومدبرین سے لیکر عوام تک سب کے سب کھنچے چلے آتے تھے۔ پروانوں کے بیچ مثل شمع جلوہ گر ہوتے تھے۔آپ کے تحقیقی فتوؤں سے بڑی سے بڑی شخصیت میں اختلاف کی مجال نہ تھی۔آپ کا فتویٰ پورے عالم اسلام کے لئے ہوتا تھا۔..............ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، ہمارا مفتی اعظم، مفتی عالم ہے۔(۲)

۳۴-سید شاہ فخر الدین اشرف سکھاری شریف ضلع امبیڈکر نگر رقم طراز ہیں:

---

(۱) نجیب اشرف، پیرزادہ، مولانا، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا عالمی مفتی اعظم ہند وریحان ملت نمبر، ج ۳۸، ش ۸، ص ۱۱۷-۱۱۸ ربیع الثانی وجمادی الاول مطابق اگست ۱۹۹۸ء، مطبوعہ بریلی۔ ملخصاً۔

(۲) ایضاً ص ۱۲۴-۱۲۵

وہ عظیم الشان شخصیت جس کی عظمت کے ڈنکے بیرون ہند اقوام وملل پر اثر انداز ہیں۔ ان پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی عظمت و بزرگی اظہر من الشمس ہے۔آپ کی مکمل حیات صرف تابع رسالت ہی نہیں تھی بلکہ آپ کے ظاہری اطوار وحالات وعادات مکمل آئین رسول اللہ ﷺ کی شان جلوہ گری کا آئینہ تھے۔زندگی کا ہر گوشہ طریق سنت رسول کے عین مطابق تھا۔(۱)

۳۵-استاذنا المکرم صدر العلماء حضرت مولانا محمد تیسیر الدین عرف تحسین رضا خاں قادری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ۔ شریعت وطریقت، علم وعمل، زہد وورع، تقویٰ وتقدس، تفقہ اور اس طرح کے سیکڑوں کمالات اس دور میں جس ایک ذات اقدس میں مجموعی طور پر پائے جاتے تھے وہ آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقدس شخصیت تھی۔

چند سطور بعد تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کی حیاتِ طیبہ ہی میں آپ منظر اسلام میں مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے۔ ساتھ ہی فتویٰ نویسی کا کام بھی جاری رہا۔ بعدہٗ کثرت فتاویٰ کے باعث تدریس کو

---

(۱) فخر الدین شاہ ، سید، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا عالمی مفتی اعظم ہند وریحان ملت نمبر، ج ۳۸، ش ۸، ص ۱۶۹ ربیع الثانی وجمادی الاول مطابق اگست ۱۹۹۸ء، مطبوعہ بریلی۔ ملخصاً۔

چھوڑ کر مکمل طور پر فتویٰ نویسی اختیار فرمائی جو پوری عمر شریف تک جاری رہی۔ آخری ایام میں اگر چہ یہ کام اپنے دست مبارک سے نہیں فرماتے لیکن فتویٰ سننے اور اپنی مہر تصدیق ثبت فرمانے کا کام آخر تک جاری رہا۔ آج بھی ہزاروں فتاویٰ صفحہ قرطاس پر موجود ہیں۔ جس کی تین جلدیں "فتاویٰ مصطفویہ" کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں اور ابھی اسی طرح نہ جانے کتنی باقی ہیں۔ (۱)

۳۶-استاذی المکرّم قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ فخر ازہر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی دامت برکاتہم القدسیہ متع اللہ المسلمین بطول بقاۂ بانی وسرپرست جامعۃ الرضا و مرکزی دار الافتاء بریلی فرماتے ہیں:

مفتی اعظم علم کے دریائے ذخار تھے۔ جزئیات حافظے سے بتا دیتے تھے۔ فتاویٰ قلم برداشتہ لکھ دیا کرتے تھے۔ ان کا عمل ان کے علم کا آئینہ دار تھا۔ ان کے عمل کو دیکھنے کے بعد اگر کتاب دیکھی جاتی تو اس میں وہی ملتا جو حضرت کا عمل ہوتا تھا۔ ہر معاملہ میں حضرت ہی کی رائے اوّل ہوتی تھی اور جن علمی اشکال میں لوگ الجھ کر رہ جاتے تھے وہ حضرت چٹکیوں میں حل فرما دیا کرتے تھے۔ (۲)

۳۷-مولانا محمد یونس رضا خاں حشمتی سجادہ نشین خانقاہ اویسیہ ڈنڈوہ بزرگ قنوج رقم

(۱) تحسین رضا خاں قادری، علامہ، صدر العلماء، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا عالمی مفتی اعظم ہند وریحان ملت نمبر، ج ۳۸، ش ۸، ص ۷۰-۱۷۱، ربیع الثانی وجمادی الاول مطابق اگست ۱۹۹۸ء، مطبوعہ بریلی۔ ملخصاً۔

(۲) اختر رضا خاں قادری، علامہ، تاج الشریعہ، ماہنامہ حجاز کا مفتی اعظم نمبر۔ ج ۳، ش ۹-۱۰ ص ۳۶، صفر، ربیع الاول ۱۴۱۱ھ/ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۰ء، مطبوعہ دہلی۔

طراز ہیں:

بالیقیں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے والد محترم سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے جانشین تھے۔ مفتی اعظم ہند سچے عاشق رسول تھے، دشمن رسول کے لئے وہ شمشیر بر اں تھے کسی مخالف کو ان کی بارگاہ میں لب کشائی کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی غرض کہ سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا ان کی ضیاء بار کرنوں سے منور ہے۔ اور دلوں کی دنیا فیضان رضا و نوری سے سرشار ہے۔ ان کی عظمت و رفعت، تقویٰ و طہارت، شرافت و کرامت کے گیت پوری دنیا گاتی ہے اور گاتی رہے گی۔ آج مفتی اعظم ہند ہماری ظاہری نگاہوں کے سامنے موجود نہیں ہیں لیکن ان کے کارنامے ان کی سوانح حیات طیبہ کے اوراق ہم میں موجود ہیں ہم ان سے درس عبرت حاصل کریں۔ خداوند قدوس جل وعلیٰ مرقد مفتی اعظم پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے اور اس ولی کامل سچے عاشق رسول کی زندگی سے سینہ مؤمن کو ہدایت و نجات عطا فرمائے۔ آمین (۱)

۳۸- شہزادۂ حضور صدر الشریعہ علامہ بہاء المصطفیٰ قادری سابق استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، موجودہ صدر مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف رقم طراز ہیں:

---

(۱) محمد یونس رضا خاں حشمتی، مولانا، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا عالمی مفتی اعظم ہند وریحان ملت نمبر، ج ۳۸، ش ۸، ص ۲۰۱، ربیع الثانی و جمادی الاول مطابق اگست ۱۹۹۸ء، مطبوعہ بریلی۔ ملخصا۔

اس شہنشاہ کو دنیا تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔ جن کے علم وفضل کا ابر کرم آج بھی دنیا پر ٹوٹ کر برس رہا ہے۔ احکام شرع میں کسی کی رورعایت نہ ہوتی۔ علم فقہ میں آپ کا نظیر نہیں ملتا، مسائل میں علماء وفقہا آپ ہی کے جنبش لب کے منتظر ہوتے۔ فقہ کا کون سا باب ہے جس میں آپ کو درک اور علم حضوری نہ تھا۔ امام احمد رضا نے اپنے شہزادہ کو زیور علم سے آراستہ کر کے باقاعدہ فتویٰ نویسی کی خصوصی تعلیم وتربیت دی۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کو حوالہ کے لئے کسی عبارت کی ضرورت ہوتو وہ کتاب نکال کر حوالہ کی نشاندہی کرتے اور امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر رہتے یہی وہ خدمات تھیں جس نے آپ کو مفتی اعظم بنا دیا اور انہی خدمات نے امام احمد رضا قدس سرہٗ کا معتمد وجانشین بنایا۔ حضور مفتی اعظم نے ابتدائی عمر سے ہی فتویٰ نویسی میں مشغول ہوکر پوری عمر اسی کام میں صرف کردی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقہ میں ایسا درک اور ملکہ عطا فرمایا تھا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو اول نظر میں ہی حل فرمادیتے جس کی نظیریں بہت ہیں۔

چند سطور بعد تحریر فرماتے ہیں:

ایک فقیہ کے لئے درس نظامی کے جملہ علوم وفنون پر دسترس حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس ضمن میں ہم حضور مفتی اعظم کو یکتائے روزگار پاتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی جماعت اس پر شاہد عدل ہے

درسیات میں ایسی ایسی موشگافیاں فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ (۱)

۳۹-مولانا سید شاہ نعیم اشرف اشرفی جائسی رقم طراز ہیں:

حضور مفتی اعظم کے فتاویٰ، فتاویٰ رضویہ کے بعد دوسرا سب سے بڑا فقہی سرمایہ ہوگا۔ اور غالباً دونوں مجموعۂ فتاویٰ ماضی کے سارے کتب فتاویٰ سے مستغنی کردیں گے۔

حضور مفتی اعظم نے طویل عرصے تک وقار رضویت کی کامیاب آبیاری کی ہے۔ کیا بے لوث زندگی تھی اہل دول وصاحب اقتدار سے بے نیاز۔ تدریس افتا اور عقیدت مندوں کی شفقت سے پذیرائی آپ کے محبوب مشاغل تھے اور اس پر ستر سال کا تسلسل تھا۔ سنت کی پابندیوں اور تقویٰ شعاری میں آپ کا کوئی مثیل نہیں تھا اور ان سب اعلیٰ صفات کے ساتھ آپ کا متواضعانہ مزاج۔ آپ کی نرم گفتاری، علماء وسادات کے ساتھ حقیقی احترام وہ کونسی دینی خوبی ہے جو اس جامع الصفات میں نہ تھی۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
تماشا دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

حیات مفتی اعظم کا ہر دن ہر ماہ وسال ہمارے لئے قیمتی تھا۔ وہ ہماری جماعت کے لئے نشان تقدس تھے۔ وہ ہم سب کے مرجع تھے، مرکز تھے، بالاتفاق مستند قائد تھے۔ ان کی زندگی کے ہر لمحے

---

(۱) بہاء المصطفےٰ قادری، علامہ، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا عالمی مفتی اعظم ہند وریحان ملت نمبر، ج ۳۸، ش ۸، ص ۲۰۸-۲۰۹، ربیع الثانی وجمادی الاول مطابق اگست ۱۹۹۸ء، مطبوعہ بریلی۔ ملخصاً۔

سے قوم مستفید ہوئی۔ اور ان کا وصال جو ایک سانحہ جانکسل تو
تھا کہ وہ امیر کارواں تھے، رئیس جماعت حقہ اہل سنت تھے، وہ
عاشق صادق رسول رحمت تھے۔ (۱)

۴- مفکر اسلام علامہ محمد قمر الزماں خاں اعظمی رضوی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن فرماتے ہیں:

دنیا انھیں مفتی اعظم ہند کے نام سے یاد کرتی ہے۔ بلا شبہ
یہ ان کا ایک علم ہے جو مشہور ہو گیا لیکن اگر آپ مجھے کہہ لینے دو تو
ذرا بے باک ہو کر یہ عرض کروں گا اور اپنے مشاہدے اور حقائق
کی روشنی میں کروں گا جب تک ہم نے ہندوستان کو دیکھا تھا،
یہاں کے دار الافتاء کو دیکھا تھا، درسگاہوں کو دیکھا تھا، خانقاہوں
کو دیکھا تھا اس وقت تک ہم سمجھتے تھے کہ وہ مفتی اعظم ہیں، مفتی
اعظم ہند ہیں لیکن جب ہم ہندوستان سے باہر نکلے اور ہم نے
عرب کی سرزمین پر قدم رکھا، ہم نے مصر کے دار الافتاؤں کو
دیکھا، سیریا کے درسگاہوں کو دیکھا، لیبیا کے زوایا کو دیکھا اور
خانقاہوں کو دیکھا اور مراکش کے دار الافتاء کا جائزہ لیا، دار بیضا کا
مطالعہ کیا فارس جو مدینۃ الاولیاء ہے وہاں کے بسنے والوں کو دیکھا
پھر عرب و عجم کا جائزہ لیا تو مجھے بے ساختہ کہنا پڑا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

(۱) سید شاہ نعیم اشرف جائسی، مولانا، خانوادۂ رضویہ سے محبت کیوں؟، ماہنامہ حجاز کا مفتی اعظم نمبر، ج ۳ ش ۹-۱۰، ص ۵۷، مجریہ صفر، ربیع الاول ۱۴۱۱ھ/ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۰ء۔

قسم خدا کی حضور مفتی اعظم ہند کا جواب دنیا میں کہیں نہیں تھا۔

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

فقہ امام اعظم ابو حنیفہ نے ساڑھے بارہ سو سال تک دنیا سے اپنی عظمت وحقانیت کا لوحہ منوالیا آج سعودی عرب اس کی سب سے بڑی مخالفت کررہا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سب سے بڑی دفاع کرنے والی تھی اگر آپ انہیں مجدد کہنا چاہیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ ان اللہ یبعث علی راس کل مأۃ من یجدد لھا امر دینھا ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں اگر سعودی عربیہ فقہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو مردہ کرنا چاہتا ہے اگر دنیا کی باطل قوتیں غیر مقلدیت کو ابھارنا چاہتی ہیں تقلید کے خلاف باضابطہ طور پر محاذ آرائی کی جا رہی ہے۔ خواہشات نفس کی بنیاد پر شریعت بازیچہ اطفال بنایا جارہا ہے۔ ایسے موقع پر اصلاح وتجدید کا کارنامہ اگر کسی نے انجام دیا ہے تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے انجام دیا ہے۔(۱)

۴۱۔ ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم جامعہ ہمدرد نئی دہلی رقمطراز ہیں:

علم اور فقیری دونوں دو چیزیں ہیں ان دونوں کا اجتماع اگر کسی انسان میں ہو جائے تو وہ بڑا اہم انسان تصور کیا جاتا ہے۔ ایسے کمیاب مگر اہم لوگوں میں حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جن کی شخصیت علم وکمال اور فقر وبنا کا حسین سنگم تھی۔ قلم اٹھایا تو

(۱) محمد قمر الزماں خاں اعظمی مصباحی، علامہ، مفکر اسلام، ذکر حضور مفتی اعظم ہند ص ۱۱ اور ۲۳۔۲۴، مطبوعہ دار العلوم امام احمد رضا ممبئی۔

علوم وفنون کے دریا بہہ گئے میدان عمل میں آئے تو ملت اسلامیہ کے لئے قابل تقلید نمونہ بن گئے۔ اللہ کی مرضی کے لئے جینا اور اس کی رضا جوئی میں زندگی کی سانس سانس کا محاسبہ کرنا مفتی اعظم ہند میں دیکھا گیا۔ متقی و پرہیزگاری کی داستان سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن اس صدی میں تقویٰ وطہارت کو جن چند مایا ناز شخصیات پر ناز تھا ان میں ایک آپ بھی تھے زاہد و عابد تو بہت دیکھے گئے لیکن ''زہد جس پہ نازاں تھا وہ پارسا'' اہل علم نے آپ کی فقاہت کا لوہا مانا۔ عوام نے آپ کے زہد و اتقاء کو معیار شرافت جانا۔ بہر حال علم ہو یا عمل ہر اعتبار سے آپ کی ذات با برکت عوام وخواص دونوں کے لئے مغتنم تھی۔ (۱)

(۱) غلام مصطفی انجم، ڈاکٹر، سہ ماہی نوری نکات بستی کا فیضان مفتی اعظم نمبر ج ۶، ش ۲۱، ص ۲۹ مطبوعہ ادارہ نوریہ رضائے مصطفی بستی۔ (یو۔ پی)

مآخذ ومراجع

متفرق کتب

(۱) فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۲
(۲) فتاویٰ رضویہ جدید ج ۲۷
(۳) مقدمہ ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ (قلمی)
(۴) فتاویٰ امجدیہ ج ۱
(۵) المحجة المؤتمنه فی الآیة الممتحنه
(۶) الرمح الدیانی علیٰ راس الوسواس الشیطانی
(۷) طرق الہدیٰ والارشاد قدیم نسخہ طبع اول مع تصدیقات معاصرین
(۸) الاستمداد
(۹) سبع سنابل شریف
(۱۰) محدث اعظم پاکستان
(۱۱) سیرت اعلیٰ حضرت مع کرامات
(۱۲) فقیہ اعظم صدر الشریعہ حیات وخدمات
(۱۳) معارف شارح بخاری
(۱۴) تذکرہ علمائے اہل سنت (مولانا محمود صاحب)
(۱۵) انوار مفتی اعظم
(۱۶) کرامات مفتی اعظم ہند
(۱۷) مفتی اعظم کی استقامت وکرامت

(۱۸) پندرھویں صدی کے مجدد

(۱۹) حیات مفتی عالم

(۲۰) ذکر حضور مفتی اعظم ہند

(۲۱) جہان مفتی اعظم

رسائل و اخبارات

(۱) ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور ج ۵، ش ۱۶، ص ۴ مجریہ ۳۱ / مارچ ۱۹۱۴ء

(۲) ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور ج ۵، ش ۴۴، ص ۳، مجریہ ۲۸ / ستمبر ۱۹۱۴ء

(۳) ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور ج ۵۶، ش ۲۱، ص ۱۰، ۱۶ / فروری ۱۹۲۰ء

(۴) روزنامہ پیسہ اخبار لاہور.......................ص ۴، ۳ / دسمبر ۱۹۲۰ء

(۵) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، مجریہ جولائی ۱۹۶۵ء

(۶) پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ کا مفتی اعظم نمبر، مجریہ یکم فروری ۱۹۸۲ء

(۷) ماہنامہ استقامات کانپور کا مفتی اعظم نمبر، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء

(۸) ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، مجریہ جون ۱۹۸۷ء

(۹) ماہنامہ حجاز جدید دہلی کا مفتی اعظم نمبر مجریہ ۱۹۹۰ء

(۱۰) ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، مجریہ ۱۹۹۱ء

(۱۱) اہل سنت کی آواز مارہرہ شریف، اکتوبر ۱۹۹۵ء

(۱۲) ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا مفتی اعظم وریحان ملت نمبر، مجریہ اگست ۱۹۹۸ء

(۱۳) سہ ماہی نوری نکات کا فیضان مفتی اعظم نمبر

(۱۴) خطوط کے عکوس



حضور احسن العلماء کی نصیحت و وصیت

بزبان فیض ترجمان

حضرت امین ملت مدظلہ العالی

میرا جو مرید مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ جائے تو میں اس کی بیعت سے بیزار ہوں اور میرا کوئی ذمہ نہیں۔ یہ میری زندگی میں نصیحت اور میرے وصال کے بعد میری وصیت ہے۔ بیٹا (نجیب میاں) مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مسلک حق کو ہمیشہ مضبوطی سے تھامے رہنا۔ درحقیقت مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ یہی مسلک صاحب البرکات ہے، مسلک غوث اعظم ہے، مسلک امام اعظم ہے اور مسلک صدیق اکبر ہے۔

(اہل سنت کی آواز ص ۲۸، اکتوبر ۱۹۹۵ء)

خاندان برکات کی دو بڑی کرامتیں

میرے خاندان کی دو بڑی کرامتیں ہیں: ایک کا نام ہے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی اور دوسری کرامت کا نام ہے مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی علیہم الرحمہ۔

(بروایت علامہ یٰسین اختر مصباحی، اہل سنت کی آواز ص ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

IDARA TEHQIQAT-E-RAZVIA JAMALIA

Kahnqah-e-Nooria, Lal Masjid, Rampur (U.P.)